﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 19

جمعۃ المبارک 03؍فروری 2012ء
10؍ربیع الاوّل 1433 ہجری قمری ❁ 03؍تبلیغ 1391 ہجری شمسی

شمارہ 05

کفّار کا طرزِ عمل

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مَیں خانہ کعبہ کے قریب موجود تھا تو قریش کے بڑے بڑے لوگ خانہ کعبہ میں اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور طواف کرنے لگے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے دوران ان سرداروں کے قریب سے گزرتے تو کفار آپ پر آوازیں کستے اور بیہودہ باتیں کرتے۔ راوی کہتا ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر دکھ کے آثار محسوس کئے۔

(سیرۃ ابن ھشام ذکر مالقی رسول اللّٰہ من الاذی جلد اوّل صفحہ 289)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں۔ جس کے کان ہوں وہ سنے اور جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے۔

تلوار کی اب ضرورت نہیں ہے اور نہ تلوار کا اب زمانہ ہے۔ ابتدا میں بھی تلوار ظالموں کے حملہ کے روکنے کے واسطے اٹھائی گئی تھی ورنہ اسلام کے مذہب میں جبر نہیں۔

اگر عیسائیوں کے سامنے اقرار کیا جائے کہ وہ شخص جس کو تم خدا اور معبود مانتے ہو بیشک وہ اب تک آسمان پر موجود ہے۔
ہمارے نبی تو فوت ہوگئے پر وہ اب تک زندہ ہے اور قیامت تک رہے گا۔ نہ کھانے کا محتاج نہ پینے کا محتاج۔ اگر ہم ایسا کہیں تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟
اور اگر ہم عیسائیوں کے سامنے یہ ثابت کردیں کہ جس شخص کو تم اپنا معبود اور خدا مانتے ہو وہ مرگیا۔ مثل دوسرے انبیاء کے فوت ہو کر زمین میں دفن ہے اور اس کی قبر موجود ہے، اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔
تم یہ کہو کہ ان ہر دو باتوں میں سے کونسی بات ہے جس سے عیسائی مذہب بیخ و بنیاد سے اُکھڑ جاتا ہے۔

’’ایک شخص عبدالحق نام جو اپنے آپ کو صوفی ابوالخیر صاحب کے مرید بتلاتے تھے، چند طالب علموں کے ساتھ آئے۔ اَور بھی دہلی والے آ موجود ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ کیا تم سب دہلی کے ہو؟ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ پھر میاں عبدالحق صاحب نے سوال کیا کہ مَیں تشفّی کے واسطے ایک بات پوچھتا ہوں۔ حضرت نے اجازت دی۔

عبدالحق: کیا آپ اُس مسیح اور مہدی کو یاد دلانے والے ہیں جو کہ آنے والا ہے یا کہ آپ خود مسیح اور مہدی ہیں؟

حضرت اقدس: مَیں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ قرآن اور حدیث کے مطابق اور اس الہام کے مطابق کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے کہا۔ جو آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں۔ جس کے کان ہوں وہ سنے اور جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رؤیت کی گواہی دی۔ دونو باتیں ہوتی ہیں قول اور فعل۔ یہاں اللہ تعالیٰ کا قول اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل موجود ہے۔ شبِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو دیگر گزشتہ انبیاء کے درمیان دیکھا۔ ان دو شہادتوں کے بعد تم اور کیا چاہتے ہو؟ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے صدہا نشانات سے تائید کی۔ جو طالبِ حق ہو اور خوف خدا رکھتا ہو اس کے سمجھنے کے واسطے کافی سامان جمع ہوگیا ہے۔ ایک شخص پہلی پیشگوئی کے مطابق، قال اللہ اور قال الرسول کے مطابق عین ضرورت کے وقت دعویٰ کرتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ عیسائیت اسلام کو کھا رہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسلام کی حمایت کے واسطے جو بات پیش کی ہے اس سے بڑھ کر کوئی اَور بات نہیں ہوسکتی۔ انیس سو سال سے عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ خدا ہے اور معبود ہے اور چالیس کروڑ عیسائی اس وقت موجود ہے۔ اس پر پھر مسلمانوں کی طرف سے اُن کی تائید کی جاتی ہے کہ بیشک عیسیٰ اب تک زندہ ہے، نہ کھانے کا محتاج نہ پینے کا محتاج۔ سب نبی مرگئے پر وہ زندہ آسمان پر بیٹھا ہے۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ اس سے عیسائیوں پر کیا اثر ہوگا۔

عیسائیت کا مقابلہ کرنے کے لیے صحیح ہتھیار

عبدالحق: عیسائیوں پر تو کوئی اثر ہو نہیں سکتا جب تک کہ شمشیر نہ ہو۔

حضرت اقدس: یہ بات غلط ہے۔ تلوار کی اب ضرورت نہیں ہے اور نہ تلوار کا اب زمانہ ہے۔ ابتدا میں بھی تلوار ظالموں کے حملہ کے روکنے کے واسطے اٹھائی گئی تھی ورنہ اسلام کے مذہب میں جبر نہیں۔ تلوار کا زخم تو مل جاتا ہے پر حجت کا زخم نہیں ملتا۔ دلائل اور براہین کے ساتھ اس وقت مخالفین کو قائل کرنا چاہیے۔ مَیں آپ لوگوں کی خیر خواہی کی ایک بات کہتا ہوں۔ ذرا غور سے سنو۔ ہر دو پہلوؤں پر توجہ کرو۔ اگر عیسائیوں کے سامنے اقرار کیا جائے کہ وہ شخص جس کو تم خدا اور معبود مانتے ہو بیشک وہ اب تک آسمان پر موجود ہے۔ ہمارے نبی تو فوت ہوگئے پر وہ اب تک زندہ ہے اور قیامت تک رہے گا۔ نہ کھانے کا محتاج نہ پینے کا محتاج۔ اگر ہم ایسا کہیں تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ اور اگر ہم عیسائیوں کے سامنے یہ ثابت کردیں کہ جس شخص کو تم اپنا معبود اور خدا مانتے ہو وہ مرگیا۔ مثل دوسرے انبیاء کے فوت ہو کر زمین میں دفن ہے اور اس کی قبر موجود ہے، اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ بحثوں کو جانے دو اور میری مخالفت کے خیال کو چھوڑو۔ میں پروا نہیں کرتا کہ مجھے کوئی کافر کہے، دجّال کہے یا کچھ اور کہے۔ تم یہ کہو کہ ان ہر دو باتوں میں سے کونسی بات ہے جس سے عیسائی مذہب بیخ و بنیاد سے اُکھڑ جاتا ہے۔

اس تقریر کا میاں عبدالحق صاحب پر بہت اثر ہوا؛ چنانچہ فوراً کھڑا ہو کر حضرت اقدس علیہ السلام کے ہاتھ چومے اور کہا: میں سمجھ گیا۔ آپ اپنا کام کرتے جائیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دے۔ انشاء اللہ ضرور آپ کی ترقی ہوگی۔ یہ بات صحیح ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 494-492۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

kandeh Town سیرالیون میں مسجد کا افتتاح

(رپورٹ: محمد قاسم طاہر۔ مربی سلسلہ سیرالیون)

سیرالیون میں حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے مساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ ان مساجد کے مکمل ہونے پر ان کے افتتاح کی تقاریب حسب موقع منعقد کی جاتی ہیں۔ ان تقاریب سے جماعتوں میں ولولہ پیدا ہوتا ہے اور ان کے ایمانوں میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔

سیرالیون کے دوسرے بڑے شہر BO کے محلّہ Kandeh Town میں ایک نئی مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری نئی جماعت قائم ہوئی تھی اور باقاعدہ مسجد نہیں تھی۔ جس کی وجہ سے احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کا کام بہتر طور پر نہیں ہوسکتا تھا۔ مکرم مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا مرکزی نمائندہ برائے جلسہ سالانہ سیرالیون نے مؤرخہ 10 فروری 2011ء کو اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کی تعمیر کے لئے مکرمہ امۃ النور صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب مبلغ UK کو مالی قربانی کرنے کی توفیق ملی۔ جبکہ تعمیراتی کام کی نگرانی مکرم عقیل احمد صاحب مبلغ سلسلہ کو کرنے کی توفیق ملی۔

مسجد کی تعمیر کے لئے علاقے کے غیر احمدی احباب، احمدی احباب مرد، عورتوں اور بچوں نے خوب وقار عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے وارث بننے کے ساتھ ساتھ وقار عمل کے ذریعے بہت سی رقم بھی بچائی۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد ایک عیسائی ٹیچر Mr. Boima نے اپنی فیملی کے ساتھ مسجد کے گرد خوبصورتی کے لئے پھول لگائے۔ اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں حصہ لینے والے ہر فرد کو بہترین جزا دے۔ اسی طرح ایک عیسائی عورت Mrs Jousifan نے تعمیراتی کام میں بھی مدد کی اور بڑے شوق سے مسجد کی صفائی بھی کرتی ہیں۔

مسجد کی افتتاحی تقریب کے لئے مورخہ 12 رنومبر 2011ء کو ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کی صدارت مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون نے کی۔ اس تقریب میں علاقہ کی سرکردہ شخصیات سٹی میئر BO، ڈپٹی صوبائی سیکرٹری، اور ڈسٹرکٹ چیف امام کے علاوہ لوکل امامز، کونسلر، اور ٹاؤن چیف کے علاوہ 150 احباب جماعت شامل ہوئے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا۔ جس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا قصیدہ ترجمہ کے ساتھ پڑھا گیا۔

اس کے بعد سٹی میئر Dr. Wusu Sanoh جو کہ اسی محلّہ کے رہائشی ہیں، نے جماعت احمدیہ کی سیرالیون میں تعلیمی اور طبی میدان میں اور ملک و قوم کی ترقی میں اسلام کی صحیح تعلیم پہنچانے کے حوالہ سے خدمات کو سراہا۔ سٹی میئر گو کہ مذہباً عیسائی ہیں لیکن جماعت سے بہت محبت رکھتے ہیں۔ اس دن باوجود اس کے کہ ان کی پارٹی کے صدارتی امیدوار BO شہر میں کسی اہم کام کی غرض سے موجود تھے لیکن وہ ظہر تک ہمارے ساتھ رہے اور اپنے گھر میں مکرم امیر صاحب اور اہم مہمانوں کے کھانے کا انتظام کیا۔

ان کے بعد ڈپٹی صوبائی سیکرٹری Mr. Jorge Piyinki نے بھی اپنے خیالات کے اظہار میں جماعت احمدیہ کی ہر میدان میں ملک و قوم کی ترقی میں خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

ڈسٹرکٹ چیف امام الحاجی مصطفیٰ کوکا نے تقریر میں کہا کہ جماعت احمدیہ اسلام کی صحیح تعلیم ملک لائی ہے اور ہماری قوم کو اندھیرے سے نکال کر نور سے منور کر رہی ہے۔ اور اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے دکھا رہی ہے۔ اس کا ایک عملی ثبوت ہر سال جلسہ سالانہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ جس میں بلا امتیاز ہر رنگ و نسل کے افراد شامل ہوتے ہیں اور تین دن روحانی ماحول میں اسلام کی تعلیم کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ دوسرے مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے کہ مسلمانوں کو کس طرح متحد رہنا چاہیے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے تقریر کی اور مسجد کی تعمیر کا مقصد اور آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ تعلیم کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے اور آج دنیا میں امن کی یہی ضمانت ہے کہ دنیا امام مہدی کو قبول کر کے آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے اور امن کے حصار میں آجائے۔ اس کے بعد مسجد کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ اور مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ تقریب کے آخر پر تمام شاملین کو کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سیرالیون کو مساجد کی تعمیر کے ساتھ انہیں آباد رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

...... ۞ ...... ۞ ...... ۞ ......

نہیں دل کی لگن بھی تیرے در تک مجھ کو پہنچاتی
کہ میں دنیا کے دھندوں سے نکلنے ہی نہیں پاتی
مری سُستی بھی ہے کچھ راستے کی روک بن جاتی
کسک ہے دل میں صدیوں کی نہیں یہ درد لمحاتی

مجھے بھی کاش تیری ذات کا ادراک ہو جاتا
ترے پیاروں کی صورت میرا دل بھی پاک ہو جاتا

رضا تیری جو چاہوں تو مرے اعمال ہنستے ہیں
ہر اک حرف دعا پہ میرے وہ آوازہ کستے ہیں
جمع پونجی ہے جو بھی میری اس کے نرخ سستے ہیں
بہت ہی دُور منزل ہے بہت پیچیدہ رستے ہیں

مرا احساس محرومی بھی میرے کام آ جائے
ترے بندوں کے زمرے میں مرا بھی نام آ جائے

حیاتِ رائیگاں کی خوں رُلاتی ہیں مجھے یادیں
''ہوا میں اُڑ گئے نالے گئیں بیکار فریادیں''
کبھی تو چہرہ دکھلادیں کبھی تو دید کروا دیں
کبھی تو کان میں رس گھول کر تسکین فرما دیں

مری سب خامیوں کے ساتھ مجھ میں اک وفا بھی ہے
بہت پختہ یقیں ہے یہ کہ میرا اِک خدا بھی ہے

اگر عاصی بھی کوئی طالبِ دیدار ہو جائے
تو مولا! اس پہ بھی کچھ بارشِ انوار ہو جائے
اگر جلووں کا تیرے برملا اظہار ہو جائے
یقیں ہے سب سے بڑھ کر پھر تجھی سے پیار ہو جائے

بِنا دیکھے کسی دلبر پہ بھی دل آ نہیں سکتا
سماعت گر ہو تشنہ کوئی تسکیں پا نہیں سکتا

یہاں تو ہر قدم پہ ہیں بچھائے جال دنیا نے
گِرَو رکھے ہیں اپنے پاس سب اعمال دنیا نے
دکھائے خواب خوشحالی کے اس بدحال دنیا نے
نظر پر پڑ گئے پردے چلی وہ چال دنیا نے

بہت ہے خاک چھانی پر نہ کی کچھ سیرِ روحانی
ہے اب افسوس ہم نے وقت کی کچھ قدر نہ کی جانی

سناتے ہیں ہمیں خوش بخت وصلِ یار کی باتیں
کبھی گفتار کے قصّے کبھی دیدار کی باتیں
کبھی مے کی ، کبھی میخانۂ دلدار کی باتیں
کبھی انکار کی ، اصرار کی ، اقرار کی باتیں

محبت کی ، ادا و ناز کی ، تکرار کی باتیں
شب مہتاب کی باتیں گُل و گُلزار کی باتیں

''وہ خوش قسمت ہیں جو گر پڑ کے اس مجلس میں جا پہنچے''
کبھی پاؤں پہ سر رکھا ، کبھی دامن سے جا لپٹے
انہیں معلوم کیا ہم بے بسوں کا حال ہے کیسا
میسر نہ ہوا جن کو کوئی بھی وصل کا لمحہ

''شبِ تاریک ، بیم موج و گرداب چنیں حائل
کجا دانند حالِ ما سبک سارانِ ساحل ہا''

——————— (صاحبزادی امۃ القدوس)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر181

مکرم عمر بُورَقبَہ صاحب (2)

پچھلی قسط میں ہم نے مکرم عمر بورقبہ صاحب آف مراکش کے جماعت اور ایم ٹی اے سے تعارف کے حالات اور ان کی بیٹی کی بیعت کا ذکر کیا تھا جس نے بیعت کے بعد اپنے والد صاحب کو مجلّہ التقویٰ کا جوبلی نمبر بھجوایا۔اب اس قسط میں آگے کے حالات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میری بیعت

جب مکرم عبداللہ صاحب فرانس سے میری بیٹی کا بھجوایا ہوا ’التقویٰ‘ کا جوبلی نمبر دینے کیلئے تشریف لائے تو ان کے ساتھ مکرم عصام الخامسی صاحب بھی تھے۔ انہوں نے مجھ سے میری بیعت کے بارہ میں پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زمانے کی بیعت کی ہوئی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا بیعت فارم پُر کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ ایسا تو کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا بیعت فارم پُر کرنا ضروری ہے جس سے مبائع نظام جماعت کا حصہ بن جاتا ہے اور خلیفۂ وقت کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے روحانی برکات سے فیض پاتا ہے۔ لہٰذا ایک دن میں نے ان کے پاس جاکر بیعت فارم پُر کر کے ارسال کر دیا۔ یہ 2009ء کی بات ہے۔

خلیفۂ وقت سے ملاقات کی تیاری

درست طریق پر بیعت کرنے کے تقریباً ایک سال بعد 2010ء میں مجھے مکرم عصام الخامسی صاحب نے بتایا کہ وہ سپین میں جماعت کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے جارہے ہیں کیونکہ وہاں پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی تشریف لارہے ہیں۔میں نے کہا کہ یہ تو بہت مبارک موقعہ ہے لہٰذا میں بھی سپین جانا چاہتا ہوں تا خلیفۂ وقت سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہو جائے۔

بیٹی کی عارفانہ نصیحت

میں نے جب اپنی بیٹی کو خلیفۂ وقت سے ملاقات کی غرض سے سپین جانے کے بارہ میں بتایا تو اس نے مجھے بہت ہی پیاری نصیحت کی۔اس نے کہا کہ آپ خلیفۂ وقت کی ملاقات کے لئے جارہے ہیں اس لئے اپنی پینٹنگز میں سے جو آپ کو سب سے اچھی لگے وہ حضور انور کے لئے بطور تحفہ لے کر جائیں۔مَیں حیران رہ گیا کہ احمدیت نے میری بیٹی میں ایسی پاکیزہ تبدیلی پیدا کی ہے کہ خلافت کے ادب اور احترام اور محبت کی وجہ سے اس نے مجھے ایک ایسے امر کی طرف توجہ دلائی ہے جو نہایت بنیادی اور بڑی اہمیت کا حامل ہے۔انہی جذبات میں مَیں نے حضور انور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے خلافت احمدیہ کی خلافت جوبلی کی تقریبات کے پس منظر میں ایک نئی پینٹنگ بنائی اور ملاقات کے لئے جاتے ہوئے اسے ساتھ لے گیا۔

ملاقاتِ حبیب اور ایک رؤیا کا پورا ہونا

سپین کے سفر کے لئے مطلوبہ کارروائی کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ ہم کشاں کشاں آنکھوں میں پیارے آقا سے ملاقات کے خواب سجائے سپین پہنچ گئے۔سپین میں نہ تو کوئی ہمارا اہل زبان تھا نہ ہی رشتہ دار، لیکن جن لوگوں سے وہاں ملاقات ہوئی وہ ایسے لوگ تھے جن کی محبت اور اخوت کے جذبے کی وجہ سے ہمارے دل ایک ایسے حسین رشتۂ اخوت کو محسوس کر رہے تھے جس کی دنیاوی قرابت داریوں میں مثال نہیں ملتی۔

اگلے دن حضور انور مسجد بشارت کے صحن میں تشریف فرما ہوئے۔شاید حضور انور کی خدمت میں مراکش کے وفد کے آنے کی اطلاع دے دی گئی تھی اس لئے حضور انور کے استفسار فرمانے پر ہم خدمت اقدس میں پیش ہوگئے۔ حضور نے ازراہ شفقت مراکش میں اپنے خدام کا حال دریافت فرمایا۔

پھر حضور انور سے ہماری ایک علیحدہ ملاقات بھی ہوئی جس میں مَیں نے صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے بنائی ہوئی اپنی پینٹنگ بھی پیش کی۔حضور انور نے ازراہ شفقت مجھے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی عطا فرمائی۔

اسی ملاقات میں مَیں نے حضور انور کی خدمت میں اپنے ایک رؤیا کا ذکر کیا۔مَیں نے 70ء کی دہائی میں ایک رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک قبر میں پڑا ہوا ہوں کہ اچانک میرے سامنے پانچ ہاتھ اوپر تلے نظر آتے ہیں جیسے بیعت کے وقت مختلف لوگ حضور انور کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ان کو دیکھتے ہی میری آنکھ کھل جاتی ہے۔اُس وقت مجھے اس کی سمجھ نہ آئی تھی۔حضور انور سے ملاقات کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ اس میں یہ اشارہ تھا کہ مجھے پانچویں خلیفہ سے ملنے اور ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنے کی توفیق ملے گی۔ یہ بیعت جہالت کی قبر سے نکال کر نئی روحانی زندگی بخشنے والی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ گو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہد میں مَیں اپنے آپ کو جماعت کا حصہ سمجھتا تھا لیکن مجھے علم ہی نہ تھا کہ باقاعدہ بیعت کرنی چاہئے۔ بلکہ جماعت کے ساتھ رابطہ اور صحیح طور پر تعارف حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں ہی ہوا، پھر یہ بھی عجیب اتفاق تھا کہ جس شخص کے ذریعہ میں نے بیعت کی اور جس کے ساتھ میں خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے آیا اس کے نام میں بھی پانچ کا لفظ نمایاں تھا یعنی عصام الخامسی صاحب۔ میری یہ توجیہ سن کر حضور انور خاصے محظوظ ہوئے۔

پیار و محبت، اخوت و مودّت وعقیدت، اور ایک عجیب روحانیت سے معمور جلسہ کے ایام بہت جلد گزر گئے لیکن ان کی پاکیزہ یادیں آج تک روح وقلب کو معطر کر رہی ہیں۔

شرائط بیعت

محترم صدر صاحب نے نمازوں وغیرہ کی ادائیگی اور اجلاسات کے لئے اپنا ایک مکان دیا جسے ہم نے ہر ضرورت سے آراستہ کیا اور اس میں ایک گیسٹ روم بھی بنایا تا کہ مہمانوں وغیرہ کے قیام کا بھی بندوبست ہو۔

میں نے مکرم صدر صاحب کی خدمت میں یہ تجویز دی کہ ہمیں ہر صبح حضور انور کے خطبات کے مجموعہ پر مشتمل کتاب ’’شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں‘‘ سے کچھ حصہ پڑھ کر سارا دن ان امور کو مدنظر رکھنا چاہئے اور اگلی صبح مزید حصہ پڑھنے کے ساتھ یہ بھی سوچیں کہ ہم نے کل کے پڑھے ہوئے حصہ پر کس قدر عمل کیا ہے۔ چنانچہ ہم نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا۔

آرٹ کی دنیا میں نام

خدا کے فضل سے مجھے والد صاحب کی طرف سے ملکی سطح پر شہرت تو ویسے ہی ملی ہوئی تھی کیونکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میرے والد صاحب وزیر اوقاف کے عہدہ پر فائز رہے۔ پھر مجھے زمانہ طالبعلمی سے ہی آرٹ میں اچھی شہرت نصیب ہوئی اور میری پینٹنگز کی نمائشیں ہونے لگیں۔ رفتہ رفتہ یہ شہرت ملکی سطح تک ہوگئی اور متعدد بار مجھے کِنگ آف مراکو کے محل میں بھی دیگر آرٹسٹ حضرات کے ساتھ مدعو کیا گیا۔ نیز وزارت ثقافت کی طرف سے دو دفعہ مجھے موریطانیہ اور چلّی میں اپنے ملک کی نمائندگی کا بھی موقع ملا۔

اب میری پینٹنگز کی عام فروخت بھی ہوتی ہے جبکہ بڑی بڑی نمائشیں منعقد کرنے والی آرٹ گیلریز بھی میری پینٹنگز بیچتی ہیں۔ ان کے تحت فروخت ہونے والی پینٹنگز بہت مہنگی بھی بکتی ہیں لیکن معاہدہ کے تحت آدھی قیمت یہ آرٹ گیلریز لے لیتی ہیں۔

میں جو بھی پینٹنگز ذاتی طور پر بیچتا ہوں ان میں سے زمانہ قریب میں مَیں نے ایک پینٹنگ بیچی ہے جو بیرونی کرنسی میں تقریباً ساڑھے سات ہزار یورو میں فروخت ہوئی، جبکہ آرٹ گیلریز کے تحت فروخت ہونے والی میری مہنگی ترین پینٹنگ پچیس ہزار یورو کی فروخت ہوئی جس میں سے مجھے ساڑھے بارہ ہزار یورو کے برابر رقم ملی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب بھی میری کوئی پینٹنگ فروخت ہوتی ہے تو میں اس کی قیمت میں سے 1/16 حصہ نکال کر چندہ ادا کر دیتا ہوں اور باقی رقم اپنے استعمال کے لئے رکھ لیتا ہوں۔

میڈیا کی زبانی

مکرم عمر بورقبہ صاحب تجریدی آرٹ میں بفضلہٖ تعالیٰ نہ صرف مراکش بلکہ تمام عرب ممالک میں مشہور ہیں اور بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ کئی اخبارات اور ویب سائٹس پر ان کے بارہ میں آرٹیکلز اور ان کے انٹرویوز شائع ہوتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بعض اخبارات میں شائع ہونے والے ان کے انٹرویوز اور بعض ویب سائٹس پر موجود مواد کا خلاصہ بھی درج کر دیا جائے تا قارئین کرام کو معلوم ہو سکے کہ یہ کس پائے کے آرٹسٹ ہیں۔

اکثر ویب سائٹس اور اخبارات نے ان کے فن کی تاریخ یوں لکھی کہ:

عمر بورقبہ صاحب کو بچپن سے ہی آرٹ کا شوق تھا اور وہ ابتدائی دینی مدرسہ میں سلیٹ پر چاک کے ذریعہ بعض تصاویر بنایا کرتے تھے۔ پھر سکول کے زمانے میں ان کے استاد نے ان کے فن کو مزید نکھارنے میں خاصی مدد کی۔ آپ نے 1965ء میں اس فن کو بطور پیشہ اختیار کر لیا اور دو مشہور ومعروف آرٹسٹ شخصیات کی صحبت آپ کے لئے کئی افق کھولنے کا باعث ٹھہری۔ یہ دو مشہور آرٹسٹ جیلانی الغرباوی اور احمد الیعقوبی ہیں۔1965ء میں تقریباً بیس سال کی عمر میں مراکش کے ایک مشہور آرٹسٹ ’’مکی مغارہ صاحب‘‘ نے بورقبہ صاحب کے فن پاروں کی پہلی نمائش کا اہتمام کیا۔ اسی طرح دار الفکر نامی آرٹ گیلری نے 1967ء میں ان کی پینٹنگز کی نمائش کا انعقاد کیا۔ اس کے بعد ان کے فن پاروں کی متعدد نمائشیں ہوئیں جن میں سے ایک 2006ء میں ’’باب الرواح‘‘ نامی تاریخی عمارت میں لگائی گئی جسے 1197ء میں خلیفہ یعقوب منصور نے تعمیر کروایا تھا جسے رباط شہر کے پانچ دروازوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت اور عریق دروازہ بھی قرار دیا جاتا ہے۔

عمر بورقبہ نے فن کی دنیا کا مطالعہ تو کیا لیکن تجریدی آرٹ میں اپنا ایک علیحدہ سٹائل اپنایا جس میں عربی حروف ’’ق‘‘ اور ’’ن‘‘ کا استعمال بکثرت ملتا ہے۔ ان حروف کو وہ آرٹ کے ذریعہ زبان دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ عام تصویر اور منظر کشی تو کیمرہ بھی کر لیتا ہے لیکن حروف کو اور احساسات کو رنگوں سے زبان دینا دراصل تجریدی آرٹ کا کمال ہے۔

عمر بورقبہ ایک صوفی منش انسان ہے۔ ابن عربی کے تصوف سے متأثر ہونے کی وجہ سے اس کے 40 سال کے عرصہ پر محیط فن پاروں میں ابن عربی کے روحانی افکار کا عکس بھی نظر آتا ہے۔ اس وجہ سے وہ آرٹ کے میدان کے تمام شہ سواروں سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ حوالے کے لئے بعض ویب سائٹس ملاحظہ ہوں:

http://www.11press.com/article-254.html

http://www.almaghribia.ma/Paper/printArticle.asp?id=129669

http://www.alraimedia.com/Alrai/Article.aspx?Id=17533

مکرمہ نادیہ بورقبہ صاحبہ

مکرم عمر بورقبہ صاحب کی زبانی ان کی بیٹی مکرمہ نادیہ بورقبہ صاحبہ کی بیعت کا ذکر ہم کر آئے ہیں۔ اس بارہ میں مکرمہ نادیہ صاحبہ نے ہمیں جو لکھ بھیجا ہے اس کا خلاصہ بھی یہاں درج کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتی ہیں:

میری والدہ اٹالین ہیں اور ہم دو بہنیں ہیں۔ والدہ اور بہن مسلمان ہیں اور دینی لحاظ سے صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرتی ہیں۔

میری طبیعت میں شاید والد صاحب کے صوفی اِزم کی طرف میلان سے کافی حصہ ہے۔ میں مراکش

میں لاء کالج میں پڑھ رہی تھی جب مجھے صحیح اسلام کی تلاش کا خیال آیا۔ میں مختلف کتب پڑھتی لیکن کہیں نہ کہیں وہ مجھے اسلام سے متنفر کرنے والی بن جاتیں۔ مثلاً میں نے ارکان اسلام کے موضوع پر ایک کتاب پڑھی جو مجھے بہت اچھی لگی لیکن اس میں لکھا ہوا تھا کہ تارک نماز واجب القتل ہے۔ میرا دل یہی کہتا تھا کہ اگر کوئی نماز ترک کر چکا ہے تو اسے سمجھانے کی ضرورت ہے، اسے نماز کی افادیت بتانے اور اس کے دل میں نماز کے لئے محبت پیدا کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ اس کو قتل ہی کر دیا جائے۔ میں سمجھتی تھی کہ اگر کوئی جان بوجھ کر نماز نہیں پڑھنا چاہتا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اسلام چھوڑ چکا ہے اور ایسی صورت میں اس کا قتل لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ کے خلاف ہے۔

سچا مسلمان

بہر حال دینی اور روحانی لحاظ سے میں بہت پریشان رہتی تھی اور روحانی تسکین کی متلاشی تھی۔ میرے والد صاحب باقاعدگی سے لقاء مع العرب دیکھتے تھے اور مجھے بھی ساتھ بٹھا لیتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ انگریزی زبان میں بولتے تھے اور میری انگریزی اتنی اچھی نہ تھی کہ پوری طرح مضامین کو سمجھ سکتی۔ اس لئے میری اس پروگرام کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوئی۔ تاہم مجھے یاد ہے کہ ایک دن جبکہ میں لقاء مع العرب دیکھ رہی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کسی مسئلہ کے بارہ میں وضاحت فرما رہے تھے۔ اس وقت میں نے اپنے والد صاحب سے کہا کہ مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص سچا مسلمان ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ لندن میں اسلام کے بارہ میں جاننے والے لوگ زیادہ ہیں اس لئے میں کبھی لندن ضرور جاؤں گی اور ان لوگوں سے ملوں گی۔ میرے والد نے یہ سنتے ہی حیرانی واستعجاب کی تصویر بنتے ہوئے کہا: سبحان اللہ۔

جماعت احمدیہ کے بارہ میں تحقیق اور بیعت

2007 میں لاء کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مَیں فرانس آ گئی۔ یہاں گو میرے اردگرد مسلمان بھی رہتے تھے لیکن ان کی اکثریت نماز وروزہ اور اسلامی اقدار کی پاسداری سے عاری تھی۔ میرے پاس ابتدائی دنوں میں کافی وقت تھا اور میں نے فرنچ، انگلش اور عربی زبان میں جماعت کی ویب سائٹس کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب ''اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل'' کا فرانسیسی ترجمہ پڑھنے کا موقع ملا جس سے مجھے یقین ہوگیا کہ یہی جماعت حقیقی رنگ میں اسلامی تعلیم پیش کرنے والی ہے۔ پھر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا فرنچ زبان میں ترجمہ پڑھا جس میں اسلامی احکام کی حکمتیں اور ایک حقیقی مسلمان کے لئے روحانی ترقیات کے مراحل اور مدارج کا بیان میری پیاسی روح کی سرزمین پر موسلا دھار بارش ثابت ہوا اور میری روحانی تسکین ہوگئی۔ اس کے بعد مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے عربی ویب سائٹ سے بیعت فارم ڈاؤن لوڈ کر کے پُر کیا اور عربک ڈیسک کے ایڈریس پر ارسال کر دیا۔ نیز فرانس میں جماعت کے مرکز کے ایڈریس پر خط لکھا کہ میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوتی ہوں۔

اس کے بعد فرانس کی جماعت نے مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے کچھ کتب دیں نیز جلسہ سالانہ فرانس پر بلایا۔

خلیفۂ وقت سے پہلی ملاقات

2009ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد مبارک فرانس کے افتتاح کے لئے تشریف لائے تو اس موقعہ پر پیارے آقا سے میری ملاقات ہوئی۔ پہلی نظر میں ہی میرے دل میں یہ تصور راسخ ہو گیا کہ یہ کوئی عام شخصیت نہیں۔ حضور انور کے چہرہ مبارک کا نور دل میں فرحت وسرور پیدا کرنے والا ہے۔ ملاقات میں حضور انور نے مجھ سے بیعت کی تفصیل پوچھی۔

اسلام کا سب سے بہتر دفاع کرنے والی جماعت

میرے ایک چچا وکیل ہیں اور دینی مدرسہ میں پڑھاتے بھی ہیں۔ وہ پہلے جماعت کے سخت مخالف ہوا کرتے تھے اور مجھے یاد ہے کہ میرے والد صاحب کے ساتھ بحث کے دوران کافی حد تک غصہ میں آ جاتے تھے۔ بعد میں میں نے اپنے والد صاحب کو التقویٰ رسالہ کا جوبلی نمبر ارسال کیا جو انہوں نے اپنے بھائی کو بھی پڑھنے کے لئے دے دیا۔ اسی طرح میں نے والد صاحب کے نام التقویٰ رسالہ بھی لگوا دیا جو ہر ماہ وہاں جانے لگا تو میرے چچا بھی اسے پڑھتے رہے۔ جس کے بعد اب یہ صورتحال ہے کہ وہ جماعت میں داخل تو نہیں ہوئے کیونکہ ابھی تک انہیں ختم نبوت کے بارہ میں کچھ باتیں سمجھ نہیں آئیں، لیکن انہوں نے مخالفت ختم کر دی ہے۔ ہاں ایک ایسی گواہی انہوں نے دی ہے جس کی بنا پر دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے التقویٰ رسالہ پڑھنے کے بعد کہا کہ اسلام کا دفاع کرنے کے لحاظ سے یہ جماعت سب سے بہتر ہے۔

حجاب

میں جس مراکشی معاشرہ میں پلی بڑھی تھی وہاں حجاب وغیرہ کا رواج نہ تھا۔ لیکن جب اس بارہ میں مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بعض خطابات کا ترجمہ پڑھا نیز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لجنہ میں خطابات کا مطالعہ کیا تو پردہ کی اہمیت اور ضرورت واضح ہوگئی اور میں نے حجاب اوڑھنا شروع کر دیا۔ باوجود اس کے کہ فرانس میں عمومی فضا حجاب کے خلاف ہے پھر بھی حضور انور ایدہ اللہ کے خطابات کے مطالعہ کے بعد مجھے کسی کی پرواہ نہ رہی۔ الحمد للہ۔

میری تمنا تھی کہ خلافت اور مرکز کے قریب رہوں چنانچہ ایک سال قبل میں نے فرانس سے اپنی تعلیم لندن منتقل کر لی اور اب بفضلہٖ تعالیٰ یہاں پر پڑھائی کر رہی ہوں جہاں مجھے وقتاً فوقتاً حضور انور کے دیدار اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی اس نعمت پر میں جس قدر شکر کروں کم ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

(باقی آئندہ)

يَنْقَطِعُ ابَآؤُکَ وَ يُبْدَءُ مِنْکَ

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

عنوان میں مذکور الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو متعدد بار ہوا۔ ایک ہی خبر جو خدا کی طرف سے بار بار دی جاتی ہے اُس میں ضرور کوئی حکمت پوشیدہ ہوگی۔ ممکن ہے کہ اس پیشگوئی کا کئی شکلوں میں ظاہر ہونا مقدّر ہو۔ اس الہام کا جو ترجمہ حضورؑ نے خود اپنی مختلف کتب میں درج فرمایا ہے، حسب ذیل ہے:

''تیرے آباء کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا یعنی بطور مستقل اُن کا نام نہیں رہے گا اور خدا تجھ سے ابتدا شرف اور مجد کا کرے گا''۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 489 تا493۔ تذکرہ صفحہ 67)

''اب تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا تجھ سے شروع کرے گا''۔

(انجام آتھم صفحہ 51 تا62۔ تذکرہ صفحہ 282)

''وہ وقت آتا ہے کہ تیرے باپ دادے کا ذکر کوئی بھی نہیں کرے گا اور ابتدا سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا (اور یہی انبیاء اور مامورین عظام میں خدا تعالیٰ کی عادت ہے)''۔

(اربعین نمبر2۔ صفحہ 6 تا8۔ تذکرہ صفحہ 358)

''تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا''۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 76۔ تذکرہ صفحہ 478)

''تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 70 تا108۔ تذکرہ 632)۔

اس مقام پر حضورؑ نے 437 الہامات درج فرمائے ہیں جن میں یہ الہام نمبر 86 ہے۔ اس کے ساتھ نیچے حاشیہ میں اپنے شجرۂ نسب کا اس طرح ذکر فرمایا ہے:

''......اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجرۂ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام مرزا غلام مرتضٰی تھا۔ اور اُن کے والد کا نام مرزا عطا محمد۔ مرزا عطا محمد کے والد کا نام مرزا گل محمد۔ مرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد۔ اور مرزا فیض محمد کے والد مرزا محمد قائم۔ مرزا محمد قائم کے والد مرزا محمد اسلم۔ مرزا محمد اسلم کے والد مرزا دلاور۔ مرزا دلاور کے والد مرزا الہ دین۔ مرزا الہ دین کے والد مرزا جعفر بیگ۔ مرزا جعفر بیگ کے والد مرزا محمد بیگ۔ مرزا محمد بیگ کے والد مرزا عبدالباقی۔ مرزا عبدالباقی کے والد مرزا محمد سلطان۔ مرزا محمد سلطان کے والد مرزا ہادی بیگ......''۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 76 تا77۔ تذکرہ صفحہ 634-635)

یہ الہام اس زمانہ کا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شریک اپنے آپ کو خاندان کی عزت اور شہرت کا اصل وارث سمجھتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کو نیچا دکھانے اور مخالفت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے تھے۔ ان کی مخالفت کا جو نتیجہ ہوا اُس کا ذکر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1943ء میں یوں فرمایا:

''جس وقت حضورؑ نے دعویٰ کیا اس وقت آپؑ کے خاندان کے ستّر افراد کے قریب مرد تھے لیکن اب اُن کے سوا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی یا روحانی اولاد ہیں، اُن ستّر میں سے کسی ایک کی بھی اولاد موجود نہیں۔'' (الحکم 21 تا28 مئی 1943ء۔ تذکرہ صفحہ 140)

حضرت قاضی ظہور الدین اکمل رضی اللہ عنہ نے الفضل قادیان مؤرخہ 26 مارچ 1945ء میں اپنے ایک مختصر مضمون کے ذریعہ اس پیشگوئی کے ایک اَور پہلو کا ذکر فرمایا اور وہ یہ تھا کہ خدائی حکمت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آباء کے ذکر کو اِس رنگ میں بھی منقطع فرمایا کہ ان کی نسلیں قادیان سے نکل کر اِدھر اُدھر بکھر گئیں اور ان کو خود بھی پتہ نہ رہا کہ ان کے آباء و اجداد کون تھے۔ حضرت قاضی صاحب نے قادیان کے بعض قدیمی باشندوں کے بارہ میں جو تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ان کا تعلق بھی اسی خاندان سے ہے اور وہ احمدی ہو چکے ہوئے تھے۔ آپ لکھتے ہیں:

''يَنْقَطِعُ ابَآؤُکَ وَ يُبْدَءُ مِنْکَ۔ مندرجہ بالا الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان ظہور ایک اَور صورت میں بھی جلوہ گر ہوئی ہے جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت کے ماتحت حضور کے آباء واجداد کی بعض شاخوں کو منقطع کر دیا اور مَیں سمجھتا ہوں خود ان کو بھی پتہ نہ رہا کہ ہم اُن سے منسلک ہیں۔ اُس کے کئی وجوہ ہیں۔ منجملہ اُن کے گردشِ زمانہ اور برادریوں کی باہمی آویزشیں۔ اب دو پرانے شجرۂ نسب سلطان پور اور رَتّڑ چھتّڑ سے ملے ہیں جن میں سے ایک کی نقل میرے سامنے ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا گل محمد کے اجداد (دادا کے دادا) مرزا محمد دلاور (جیسا کہ شجرۂ نسب مطبوعہ سے بھی ظاہر ہے) کے بیٹے مرزا محمد زماں کے دو لڑکے دنیا بیگ اور گدائی بیگ ہیں۔ جن میں سے مرزا دنیا بیگ کی اولاد سے مرزا رحمت اللہ ہیں۔ جن کے بیٹے مرزا اکبر بیگ کے پوتے مرزا عبدالحمید کلرک و دیگر برادران ہیں۔ اور دوسرے بیٹے مرزا گاماں بیگ کی اولاد سے مرزا غلام اللہ مرحوم ہیں جن کی اولاد میں سے مرزا سلام اللہ وغیرہ ہیں اور تیسرے بیٹے مرزا قادر بیگ کی اولاد سے مرزا نذیر علی وغیرہ ہیں۔ اور مرزا گدائی بیگ کی اولاد مرزا......(یہ لفظ پڑھا نہیں جاسکا۔ ناقل) بیگ سے مرزا محمد اسمٰعیل مرحوم و مرزا احمد بیگ، ان کی اولاد مرزا دین محمد وغیرہ ہیں۔ سب قادیان کے باشندے ہیں اور احمدی ہیں اور روحانی طور پر منسلک ہونے کے علاوہ اب یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ آباء واجداد سے جسمانی رشتہ بھی رکھتے ہیں۔ گویا يُبْدَءُ مِنْکَ کا ظہور ہے کہ اب ان کا احیاء ہوا ہے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ ان شجروں پر تحقیقی نظر ڈال کر تمام شاخوں پر پتہ لگایا جائے گا تا اُن سب تک سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ پہنچے اور پھر وہ اپنی روحانی اور اخلاقی اصلاح کر کے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مُرتبط ہوں وہاں تعارفی طور پر بھی اپنا مقام حاصل کر لیں۔ اکمل عفی اللہ عنہ''۔

(الفضل قادیان دارالامان مورخہ 26 مارچ 1945ء)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی صاحب نے اپنے مضمون میں جن مرزا محمد دلاور صاحب کا ذکر کیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا ذکر اپنے شجرۂ نسب میں ساتویں نمبر کے جدّ کے طور پر فرمایا ہے جیسا کہ قاضی اکمل صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا عبدالحمید صاحب مرحوم ان کی نسل میں سے تھے۔ آپ کے چار بیٹے آج کل لندن میں مقیم ہیں یعنی مرزا عبدالشکور صاحب، مرزا عبدالوحید صاحب، مرزا عبدالرشید صاحب اور مرزا عبدالباسط صاحب۔ آپ سبھی خدا کے فضل سے جماعت اور خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں اور مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

خطبہ جمعہ

استغفار جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مقصد کو پورا کرتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور زمانے کے فسادوں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے انسان کو بچاتا ہے۔ اُن راستوں پر چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے راستے ہیں جن سے دنیا وآخرت سنورتی ہے، وہاں انسان کی ذاتی ضرورتوں کو پورا کرنے اور مشکلات سے نکالنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر فضل فرمایا کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے جس نے ہمیں عبادتوں اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور اُس کے فضلوں کو سمیٹنے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ لیکن اس سے حقیقی فائدہ اُٹھانے کے لئے ہمیں مستقل استغفار کرتے چلے جانے کی بھی ضرورت ہے جسے ہر احمدی کو حرزِ جان بنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 13/جنوری 2012ء بمطابق 13 صلح 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا اللّٰهَ إِنَّنِيْ لَكُم مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَبَشِيْرٌ۔ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوْا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعاً حَسَناً إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّيَ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ۔ (ھود:4-3)

یہ سورۃ ہود کی آیات تین اور چار ہیں۔ ان کا ترجمہ ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مَیں یقیناً تمہارے لئے اُس کی طرف سے ایک نذیر اور بشیر ہوں۔ نیز یہ کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو۔ پھر اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو تمہیں وہ ایک مقررہ مدت تک بہترین سامانِ معیشت عطا کرے گا۔ اور وہ ہر صاحبِ فضیلت کو اُس کے شایانِ شان فضل عطا کرے گا۔ اور اگر تم پھر جاؤ تو یقیناً مَیں تمہارے بارے میں ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

دنیا میں آجکل کسی نہ کسی رنگ میں تقریباً ہر جگہ ہی فساد برپا ہے اور یہ انسان کا اپنی پیدائش کے اصل مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کو بھولنے کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب عبادت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور عبادت کیا ہے؟ صرف پانچ فرض پورا کرنے کے لئے پانچ وقت نمازیں ادا کرنا یا پڑھ لینا ہی کافی نہیں ہے۔ ان نمازوں کو بھی سنوار کر پڑھنے کی ضرورت ہے اور پھر صرف نمازوں کے ظاہری سنوار سے ہی عبادت کا حق ادا نہیں ہوجاتا بلکہ اپنے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے وجود کو سامنے رکھنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کی ہر معاملے میں پیروی کرنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ان صفات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرنے کی ضرورت بھی ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو ایک انسان عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والا بن سکتا ہے، ایک مومن بن سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’ایک عجیب بات سوال مقدر کے جواب کے طور پر بیان کی گئی ہے یعنی اس قدر تفاصیل جو بیان کی جاتی ہیں۔ ان کا خُلاصہ اور مغز کیا ہے؟‘‘ (بے انتہا تفاسیر بیان کی گئی ہیں، تفصیلیں بیان کی گئی ہیں، قرآن شریف میں احکامات ہیں، اُن کا خلاصہ اور مغز کیا ہے؟ فرمایا کہ) ’’أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا اللّٰهَ (ھود:3) خدا تعالیٰ کے سوا ہرگز ہرگز کسی کی پرستش نہ کرو۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علّت غائی یہی عبادت ہے‘‘۔ (یہی اُس کی پیدائش کا بنیادی مقصد ہے۔) ’’جیسے دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57) عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت، کجی کو دُور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنادے، جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے‘‘۔ (فصل لگانے سے پہلے) ’’عرب کہتے ہیں مَوْرٌ مُعَبَّدٌ۔ جیسے سُرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنالیتے ہیں۔ اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر، پتھر، ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا رُوح ہی رُوح ہو اس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے‘‘ (فرمایا کہ اگر یہ درستی اور صفائی شیشے کی کی جاوے) ’’تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے۔ اور اگر زمین کی کی جاوے تو اس میں انواع واقسام کے پھل پیدا ہوجاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر، پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 347-346۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہے عبادت کہ اپنی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی خاطر کرلو۔ اس طرح زمین ہموار کرو جس طرح ایک زمیندار فصل لگانے سے پہلے کرتا ہے۔ اس طرح اپنے دل کو چمکاؤ جس طرح ایک صاف شفاف شیشہ چمک رہا ہوتا ہے جس میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔ جب ایسی صورت ہوگی تو جس طرح زمیندار کی اچھی طرح تیار کی گئی زمین میں پھل لگتے ہیں اور اچھے پھل لگتے ہیں، اُسی طرح دل میں بھی، انسان کی روح میں بھی اچھے پھل لگیں گے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’جب تک ماسوائے اللہ کے کنکر اور سنگریزے زمینِ دل سے دور نہ کرلو اور اُسے آئینے کی طرح مصفّٰی اور سرمہ کی طرح باریک نہ بنالو، صبر نہ کرو‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 348۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ چیز ہے کہ مسلسل کوشش کرتے چلے جاؤ اور اُس وقت تک ایک مومن کو نہیں بیٹھنا چاہئے، صبر نہیں کرنا چاہئے جب تک اپنی یہ حالت نہ کرلے۔ پس آجکل کے فساد سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے خالص ہو کر اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان براہِ راست کسی فساد میں یا شَرّ میں ملوث نہیں بھی ہوتا لیکن پھر بھی ماحول کے زیرِ اثر وہ فساد اور شر اُس پر بھی اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہ اُن کا حصہ بن رہا ہوتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اُس میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے نہ صرف حقوق کی ادائیگی نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ انسان لاشعوری طور پر ظلم میں بھی حصہ دار بن جاتا ہے۔ اس کی موٹی مثال تو آجکل احمدیوں کے ساتھ جو بعض ملکوں میں ہو رہا ہے اُس کی ہے۔ بعض لوگ جو احمدیت کے بارے میں کچھ جانتے بھی نہیں وہ بھی مخالفینِ احمدیت کی وجہ سے اور خاص طور پر پاکستان میں ملکی قانون کی وجہ سے بے شمار جگہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جہاں نازیبا الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں وہاں دستخط کرتے ہیں۔ پس

ایسے لوگوں کی عبادتیں لاشعوری طور پر خدا تعالیٰ کے بجائے ان دنیا داروں کے قرب حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔ بظاہر وہ نمازیں ادا کر رہے ہیں لیکن دل میں نہ سہی لیکن لاشعوری طور پر وہ اُن نیکیوں کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ اور یہ چیز کہ جب دین کو دنیا کے ساتھ ملا لیا جائے اور دین میں جب بگاڑ پیدا ہونا شروع ہو جائے تو پھر حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی پامالی ہوتی ہے۔ مذاہب کی تاریخ میں ہمیشہ اسی طرح سے ہوتا آیا ہے کہ ایک وقت میں آ کے دین میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے قوموں میں انبیاء کا سلسلہ جاری رکھا ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب دین اپنی اَصل سے ہٹ جائے، اُس کی روح ختم ہونی شروع ہو جائے تو پھر قوموں کو وارننگ کے لئے، اُن کو صحیح دین کی طرف واپس لانے کے لئے، عبادت کی روح قائم کرنے کے لئے، انبیاء براہِ راست خدا تعالیٰ سے رہنمائی پا کر اپنا کردار ادا کریں۔ اور جب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو جہاں آپؐ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقیقی اسلوب اور طریقے مسلمانوں کو سکھائے گئے، ماننے والوں کو سکھائے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو انسانِ کامل تھے جن میں خدا تعالیٰ کی صفات جس حد تک ایک بشر میں کاملیت کے ساتھ پیدا ہو سکتی ہیں، پیدا ہو گئیں تو پھر ہمیں حکم فرمایا کہ یہ رسول تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ اس کی پیروی کرو گے تو مجھ تک پہنچو گے۔ یہ وہ رسول ہے جس کی نمازیں اور نوافل ہی عبادت نہیں تھے بلکہ ہر قول و فعل عبادت تھا۔ پس یہ عبادت کے معیار حاصل کرو۔ گو دین اب تا قیامت اس پیارے نبی کی لائی ہوئی شریعت سے مکمل ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے خود بھی فرما دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کہلوایا کہ جس طرح ہمیشہ سے یہ طریق چلا آیا ہے کہ ایک عرصہ گزرنے کے بعد دین میں اپنی بنیاد سے دوری پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح مسلمانوں میں بھی حالتِ فساد اور دین سے دوری پیدا ہو گی۔ باوجود اس کے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ کوئی نبی آپ کے بعد شریعت لے کر نہیں آ سکتا۔ آپ کی کتاب آخری شرعی کتاب ہے۔ اُس کے باوجود فرمایا کہ یہ حالت پیدا ہو گی کہ دین سے دوری پیدا ہو جائے گی اور جب یہ دوری اپنی انتہا کو پہنچے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آپ کا عاشقِ صادق دین کو دنیا پر قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے گا اور عبادت کی حقیقت بیان کرے گا۔ اور وہ یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلامِ صادق ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہی کرے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک مسلمانوں کی اکثریت اس بات کو نہیں سمجھ رہی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی حقیقی عبادت کی طرف بلا رہا ہے اُس سے دور رہ کر اپنے اپنے طریق پر مسلمانوں کا ہر فرقہ جو ہے وہ اپنا اپنا طریق اپنائے ہوئے ہے۔ جس سے دنیا میں، خاص طور پر مسلمان دنیا میں، سوائے فساد کے اَور کچھ پیدا نہیں ہو رہا۔ اور یہی نہیں بلکہ ایسے لوگ اسلام کی بدنامی کا بھی موجب بن رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے آج سے چودہ سو سال پہلے نذیر تھے، آج بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت کے آخر میں فرمایا کہ: اِنَّنِیْ لَکُمْ مِنْهُ نَذِیْرٌ وَ بَشِیْرٌ۔ میں تمہارے لئے اُس کی طرف سے ایک نذیر اور بشیر ہوں۔ پس آپؐ کا زمانہ تا قیامت ہے۔ آپ تا قیامت نذیر و بشیر ہیں۔ اور آج بھی اپنوں کو بھی اور غیروں کو بھی ہوشیار کرنے والے ہیں۔ نذیر کا مطلب صرف خوف دلانا نہیں ہے بلکہ اکثر خوف دلانا نذیر کا مطلب نہیں ہوتا بلکہ ہوشیار کرنا ہے تا کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ ان خرابیوں سے بچو۔ برائیوں سے بچو۔ آپ یہی فرماتے ہیں کہ میں نذیر ہوں۔ اسلامی تعلیم کی حقیقت سے دور ہٹ کر دین و دنیا کے نقصانات کا مورد بنو گے۔ قطع نظر اس کے کہ تم کلمہ پڑھنے والے ہو، مجھ پر ایمان لانے والے ہو لیکن اگر دین پر پوری طرح کاربند نہیں تو پھر جو نقصانات ممکن ہو سکتے ہیں وہ تمہیں بھی ہوں گے۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ اگر اس حقیقت کو سمجھ لو گے کہ آخرین میں مبعوث ہونے والا بھی قرآنی تعلیم کے مطابق اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے آیا ہے، عبادت کے طریقے سکھانے کے لئے آیا ہے تو پھر تمہیں دنیا و آخرت کی بشارتوں کی خوشخبری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے ذریعے کے بارے میں بیان فرماتے ہیں۔

''ہاں یہ سچ ہے کہ انسان کسی مزّکی النفس کی امداد کے بغیر اس سلوک کی منزل کو طے نہیں کر سکتا۔ اسی لیے اس کے انتظام وانصرام کے لئے اللہ تعالیٰ نے کامل نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا اور پھر ہمیشہ کے لئے آپؐ کے سچے جانشینوں کا سلسلہ جاری فرمایا''۔ فرماتے ہیں ''جیسے یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ جو کسان کا بچہ نہیں ہے۔ نلائی (گوڈی دینے) کے وقت اصل درخت کو کاٹ دے گا'' (پودوں کو کاٹ دے گا)۔ ''اسی طرح پر یہ زمینداری جو رُوحانی زمینداری ہے کامل طور پر کوئی نہیں کر سکتا جب تک کسی کامل انسان کے ماتحت نہ ہو جو تخم ریزی، آبپاشی، نلائی کے تمام مَرحلے طے کر چکا ہو۔ اسی طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ مُرشد کامل کی ضرورت انسان کو ہے۔ مُرشدِ کامل کے بغیر انسان کا عبادت کرنا اسی رنگ کا ہے جیسے ایک نادان و ناواقف بچہ ایک کھیت میں بیٹھا ہوا اصل پودوں کو کاٹ رہا ہے اور اپنے خیال میں سمجھتا ہے کہ وہ گوڈی کر رہا ہے۔ یہ گمان ہرگز نہ کرو کہ عبادت خود ہی آ جائے گی۔ نہیں۔ جب تک رسول نہ سکھلائے انقطاع الی اللہ اور تبتّلِ تام کی راہیں حاصل نہیں ہو سکتیں''۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف پوری توجہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ اُس کے آگے اُس کی پہچان نہیں ہو سکتی)۔ فرمایا کہ ''پھر طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مشکل کام کیونکر حل ہو۔ اس کا علاج خود ہی بتلایا''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 348۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اور اس کا علاج اللہ تعالیٰ نے کیا بتلایا؟ علاج اس کا استغفار بتایا کہ استغفار کرو۔ خالص ہو کر استغفار کرو گے، اللہ تعالیٰ کے رسول کی پیروی کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے گناہوں سے معافی مانگو گے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے دور رہنے کا عزم اور کوشش کرو گے تو وہ حقیقی استغفار ہو گا۔ لیکن یہ واضح ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سچے جانشینوں کو بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور پھر اس کے بعد اس زمانے میں بلکہ آئندہ زمانوں تک کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین ہیں، جو خاتم الخلفاء ہیں۔ پس حقیقی استغفار کرنے والے اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے کی یقیناً خدا تعالیٰ رہنمائی فرمائے گا اگر وہ سچے جانشین کی حقیقی اِتّباع بھی کرنے والا ہو اور اُس کے حکموں پر چلنے والا بھی ہو۔ وہ اُس کے بھیجے ہوئے فرستادے کو قبول کرے پھر اُس تعلیم پر عمل کرے جو دی جا رہی ہے۔ بہرحال جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج استغفار بتایا ہے۔

دوسری آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں استغفار کا طریق سکھایا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ استغفار کس طرح کرنی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: نیز یہ کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو پھر اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو تمہیں وہ ایک مقررہ مدت تک بہترین سامانِ معیشت عطا کرے گا اور وہ ہر صاحبِ فضیلت کو اُس کے شایانِ شان فضل عطا کرے گا۔ اور اگر تم پِھر جاؤ تو یقیناً مَیں تمہارے بارے میں ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

پس جیسا کہ میں نے کہا کہ حقیقی استغفار کرنے والے کی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ اس آیت کے شروع میں اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ اُس سے اُس کی مدد کے طالب ہو، اُس سے دعائیں کرو کہ وہ تمہارے دلوں کے زَنگ دھو کر خالص بندہ بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ پھر اپنے وعدے کے مطابق مدد فرماتا ہے۔ لیکن اگر ایک شخص آج ایک راستہ اختیار کرتا ہے، کل دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے، استغفار میں مستقل مزاجی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ استغفار نہیں ہے۔

پس حقیقی استغفار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُن جذبات وخیالات سے بچنے کی دعا مانگی جائے جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں روک ہیں اور جب یہ معیار حاصل ہو جائے گا، یہ جذبات دبانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی تو پھر تُوْبُوْا اِلَیْہِ کی حالت پیدا ہو گی۔ وہ حالت پیدا ہو گی جب انسان پھر مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر جب یہ حالت ہو تو بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی استغفار اور توبہ صرف الفاظ دہرا لینا یا منہ سے اَسْتَغْفِرُاللّٰہ اَسْتَغْفِرُاللّٰہ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی اپنی حالت کی تبدیلی کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے۔ جب انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرتا ہے تو پھر انسان کے لئے جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا ہے دینی اور دنیاوی فائدے ملتے ہیں۔ دنیا و آخرت کے فائدے اسی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد انسان بنتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں استغفار کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''وَأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوْا إِلَيْهِ (ھود:4) یاد رکھو کہ یہ دو چیزیں اس اُمّت کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک قوّت حاصل کرنے کے واسطے۔ دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے''۔ (ایک چیز جو ہے وہ قوت اور طاقت حاصل کرنے کے لئے ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جس سے انسان برائیوں اور گناہوں سے بچے۔ اور دوسری چیز یہ کہ جو قوت حاصل ہو گئی، جو طاقت حاصل ہو گئی پھر اُس کا عملی اظہار بھی ہو۔ پھر انسان کا ہر قول و فعل اُس کے مطابق ہو جو اللہ تعالیٰ نے احکامات دیئے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں) فرمایا: ''قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں''۔ (اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا۔ استغفار جو ہے اُس کا دوسرے لفظوں میں نام اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا ہے) ''صُوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اُٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے۔ اسی طرح پر رُوحانی مگدر استغفار ہے''۔ (مسلسل استغفار کرنے سے انسان کی روحانی حالت بہتر ہوتی ہے، طاقت آتی ہے) فرمایا کہ ''اس کے ساتھ رُوح کو ایک قوّت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے''۔ (جو چاہتا ہے کہ اپنی روحانی طاقت میں اضافہ کرے اُس کو زیادہ سے زیادہ استغفار کرنی چاہئے) ''غَفَر ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ اِستغفار سے انسان اُن جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہیں''۔ (استغفار کرتے رہو تو ان جذبات اور خیالات کو انسان دبائے گا جو اس بات سے روکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پیروی کی جائے۔ جو نیکیوں سے روکتے

ہیں۔اس کی تفصیل قرآنِ کریم میں سینکڑوں احکامات کی صورت میں ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ اگر ایک آدھ حکم کو بھی اور نیکی کو بھی تم اہمیت نہیں دیتے تو اس کا مطلب ہے تم پوری کوشش نہیں کر رہے) فرمایا ’’پس استغفار کے یہی معنے ہیں کہ زہریلے مواد جو حملہ کر کے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔اُن پر غالب آوے‘‘۔(اب زہریلے مواد کیا ہیں؟ شیطان کے مختلف حملے ہیں۔دنیا کی چکا چوند ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں جن کے بارے میں نہ کرنے کا حکم ہے،اُن سے بچنا۔یہ سب زہریلے مواد ہیں۔تو جب استغفار کرے گا تو ان زہریلے مواد سے،ان بری باتوں سے،ان بدیوں سے انسان بچے گا اور نیکیاں جو ہیں ان برائیوں پر غالب آ جائیں گی) پھر فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کی راہ کی روکوں سے بچ کر انہیں عملی رنگ میں دکھائے۔یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قسم کے مادے رکھے ہیں۔ایک سمّی مادہ ہے جس کا مؤکل شیطان ہے‘‘ (یعنی ایک زہریلا مادہ ہے جس کی ترغیب دینے والا،جس کی طرف توجہ دلانے والا،جس سے کام لینے والا شیطان ہے،یہ زہریلا مادہ ہے) ’’اور دُوسرا تریاقی مادہ ہے‘‘۔(علاج کرنے کا مادہ ہے،برائیوں کا علاج کس طرح کیا جائے اور یہ دونوں چیزیں انسان کے اپنے اندر موجود ہیں،زہریلا مادہ بھی اور تریاقی مادہ بھی۔برائیاں بھی انسان کے اندر موجود ہیں اور اچھائیاں بھی انسان کے اندر موجود ہیں۔اگر اچھائیوں سے برائیوں کو نہیں دباؤ گے،نیکیوں سے برائیوں کو نہیں دباؤ گے،اللہ تعالیٰ کے غفران کے نیچے اُس کی مدد مانگتے ہوئے نہیں آؤ گے تو وہ برائیاں قبضہ جمالیں گی۔) فرمایا کہ ’’جب انسان تکبر کرتا ہے اور اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے اور تریاقی چشمہ سے مدد نہیں لیتا تو سمّی قوت غالب آ جاتی ہے‘‘ (پس جب استغفار نہیں ہوگا تو دلوں پر قبضہ کرنے والی جو چیز ہے وہ تکبر ہے جو استغفار سے بھی روکتی ہے۔جب انسان تکبر کرتا ہے اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے اور جو تریاقی چشمہ ہے،جو استغفار ہے،اُس سے اگر مدد نہیں لیتا تو زہریلی قوت جو ہے وہ پھر انسان پر غالب آ جاتی ہے)۔فرمایا: ’’لیکن جب اپنے تئیں ذلیل و حقیر سمجھتا ہے اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چشمہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس کی روح گداز ہو کر بہہ نکلتی ہے۔اور یہی استغفار کے معنی ہیں‘‘۔

پس حقیقی استغفار کیا ہے؟ ایسی استغفار جس سے روح گداز ہو کر بہہ نکلے۔اور یہ روح گداز ہونا زبانی منہ سے استغفار کرنا نہیں ہے بلکہ وہ استغفار ہے کہ دل سے ایک جوش کی صورت میں استغفار نکلنی چاہئے۔اور جب یہ نکلتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے آنکھ کے پانی کی صورت میں بہتی ہے تو پھر یہ ایک انسان میں انقلاب پیدا کرتی ہے اور تبدیلی لاتی ہے۔

فرمایا: ’’یعنی یہ کہ اس قوت کو پا کر زہریلے مواد پر غالب آ جاوے‘‘۔(جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے کہ استغفار سے طاقت آتی ہے۔اور وہ طاقت اُس استغفار سے آتی ہے جو دلی جوش سے نکل رہا ہو جیسا کہ بیان ہوا ہے اور آنکھ کے پانی کی صورت میں اُس کا اظہار ہو رہا ہو۔وہ استغفار حقیقی استغفار ہے جو انسان میں ایک تبدیلی پیدا کرتا ہے)۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’غرض اس کے معنی یہ ہیں کہ عبادت پر یوں قائم رہو۔اوّل رسول کی اطاعت کرو۔دوسرے ہر وقت خدا سے مدد چاہو‘‘۔فرمایا کہ ’’ہاں پہلے اپنے ربّ سے مدد چاہو۔جب قوت مل گئی تو تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ یعنی خدا کی طرف رجوع کرو‘‘۔(ملفوظات جلد اول صفحہ 349-348۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق رسول کی اطاعت ہے۔اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا ہے۔پس اوّل رسول کی اطاعت ہے۔پھر مسلسل اللہ تعالیٰ کی طرف اگر انسان جھکا رہے گا،اُس سے مدد مانگتا رہے گا تو تب وہ حالت پیدا ہوگی جو تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ کی حالت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ پھر توبہ قبول کر کے اُس کو برائیوں سے روکے۔

تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ کو مزید کھولتے ہوئے ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدّم ہے‘‘۔(یعنی استغفار توبہ سے پہلے ہے اور اہم ہے) ’’کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے‘‘۔(استغفار پہلے ہے کہ اس سے مدد اور قوّت ملتی ہے،طاقت ملتی ہے۔اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے آنسو بہائے جاتے ہیں۔دل ہر قسم کی ملونی سے صاف کیا جاتا ہے۔تو یہ اس لئے پہلے ہے کہ جب یہ استغفار ہوگی اور اللہ تعالیٰ سے مانگو گے اور جب یہ ہو جائے گا تو پھر انسان کا دوسرا قدم جو ہے وہ توبہ ہے جو اپنے پاؤں پر مستقل مزاجی سے کھڑا ہونا ہے۔توبہ کے لئے بھی پھر مستقل مزاجی سے استغفار کرتے ہوئے توبہ کی حفاظت کرنی ہوگی۔صرف کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کرنا جس طرح آجکل بعض جگہوں پر رواج ہے یہ توبہ نہیں ہے بلکہ پہلے استغفار سے قوت حاصل کرو۔پھر اُس مقام پر پہنچو جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے،نیکیوں کی طرف توجہ زیادہ پیدا ہو جائے۔یہ توبہ ہوگی اور جب یہ حاصل ہوگی تو پھر اس کو قائم رکھنے کے لئے استغفار ضروری ہے) فرماتے ہیں کہ ’’عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دے دے گا اور پھر اس قوّت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اس میں ایک قوت پیدا ہو جاوے گی جس کا نام تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ہے۔اس لئے طبعی طور پر بھی یہی ترتیب ہے۔غرض اس میں ایک طریق ہے جو سالکوں کے لئے رکھا ہے کہ سالک ہر حالت میں خدا سے استمداد چاہے۔سالک جب تک اللہ تعالیٰ سے قوّت نہ پائے گا،کیا کر سکے گا۔توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے۔اگر استغفار نہ ہو تو یقیناً یاد رکھو کہ توبہ کی قوت مر جاتی ہے۔پھر اگر اس طرح پر استغفار کرو گے اور پھر توبہ کرو گے تو نتیجہ یہ ہوگا۔یُمَتِّعْکُم مَّتَاعاً حَسَناً إِلَی أَجَلٍ مُّسَمًّی (ھود:4)‘‘ (کہ ایک مقررہ میعاد تک اللہ تعالیٰ اچھی طرح والا سامان عطا کرے گا)۔فرمایا کہ ’’سنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اگر استغفار اور توبہ کرو گے تو اپنے مراتب پالو گے۔ہر ایک شخص کے لئے ایک دائرہ ہے‘‘۔(یعنی ہر ایک چیز کو حاصل کرنے کی جو قوت ہے،کسی چیز کو دریافت کرنے کی قوت،حاصل کرنے کی جو قوت ہے،پانے کی قوت ہے،طاقت ہے،اُس کے لئے ایک دائرہ ہے) ’’جس میں وہ مدارج ترقی کو حاصل کرتا ہے‘‘۔(اپنی اپنی استعداد کے مطابق ایک دائرہ ہے جس میں ہر انسان اپنی ترقی کے جو درجے جو ہیں وہ حاصل کرتا ہے) فرمایا کہ ’’ہر ایک آدمی نبی،رسول،صدیق،شہید نہیں ہو سکتا‘‘۔(یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن فرماتے ہیں کہ) ’’غرض اس میں شک نہیں کہ تفاضلِ درجات امر حق ہے‘‘۔(یہ بالکل ٹھیک ہے کہ ہر ایک ہر مقام پر نہیں پہنچ سکتا اور جو درجوں میں فضیلت ہے وہ قائم ہے۔فرمایا کہ) ’’اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان امور پر مواظبت کرنے سے ہر ایک سالک اپنی اپنی استعداد کے موافق درجات اور مراتب کو پالے گا‘‘۔(مواظبت کا مطلب ہے کوشش کرتے چلے جانا اور مستقل مزاجی سے کام پر لگے رہنا،ان کاموں میں جو اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں اگر مستقل مزاجی سے لگا رہے گا،کوشش کرتا رہے گا تو ہر انسان جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پانے کی جو بھی اپنی کوشش کر رہا ہے،اپنی استعداد کے مطابق جو بھی اُس کی استعداد ہے،وہ اپنے درجے اور مرتبے کو پالے گا) ’’یہی مطلب ہے اس آیت کا وَیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ (ھود:4)‘‘ (کہ ہر ایک فضیلت والے شخص کو اپنا فضل عطا فرمائے گا۔اور جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ اس فضیلت کی وجہ سے،دینی برکات روحانی برکات ہر ایک کو اس زمانے میں بھی ملتی ہیں،اور اگلے جہان میں بھی ملتی ہیں)۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’لیکن اگر زیادت لے کر آیا ہے تو خدا تعالیٰ اس مجاہدہ میں اس کو زیادت دے دے گا‘‘ (یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کس کو کتنا دینا ہے۔وہ فضل بھی ساتھ چل رہا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بے انتہا بڑھا کر دینا چاہتا ہے تو اس توبہ اور استغفار کی وجہ سے پھر اُس کو اللہ تعالیٰ بڑھا کر بھی دے دے گا لیکن پہلی شرط یہی ہے کہ مجاہدہ ہو اور استغفار ہو اور توبہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ بڑھائے گا) فرمایا کہ ’’اور اپنے فضل کو پالے گا جو طبعی طور پر اس کا حق ہے۔ذِی الْفَضْل کی اضافت مَلکی ہے‘‘۔(اللہ تعالیٰ کیونکہ مالک ہے،طاقتور ہے،اُس کی اپنی وجہ سے یہ اضافہ ہے۔صرف محنت کا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ مالک ہونے کی وجہ سے اپنے فضل کو بڑھا کر جتنا مرضی چاہے دے سکتا ہے اور یہ بہر حال ہے کہ اللہ تعالیٰ استغفار کرنے والوں اور اپنی طرف بڑھنے والوں اور کوشش کرنے والوں کو اپنے فضل سے نوازتا ہے) فرمایا کہ ’’ذِی الْفَضْل کی اضافت مَلکی ہے۔مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ محروم نہ رکھے گا‘‘۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’بعض لوگ کہتے ہیں کہ میاں ہم نے کوئی ولی بننا ہے؟ جو ایسا کہتے ہیں وہ دنی الطبع کافر ہیں‘‘۔(یعنی گناہگار ہیں،کافر ہیں) ’’انسان کو مناسب ہے کہ قانون قدرت کو ہاتھ میں لے کر کام کرے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 350-349۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ نے ایک قانون بنایا ہوا ہے،استغفار توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے،اُس کو استعمال کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے۔اپنی پوری کوشش کرو۔باقی اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔وہ ہر ایک کو اُس کے درجے کے مطابق،اُس کی استطاعت کے مطابق نوازتا ہے۔

اس علمی اور روحانی باتوں کی جو بحث تھی اس کے ساتھ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجالس کی کچھ باتیں بیان کرتا ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجالس میں لوگ سوال کرتے تھے،ایک ایسی مجلس میں آپ نے استغفار کی اہمیت آپ نے کس طرح واضح فرمائی،اس بارے میں ایک روایت آتی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ میں کیا وظیفہ پڑھا کروں؟۔اُس زمانے میں بھی رواج تھا،لوگوں کو وظیفہ پڑھنے کا بڑا شوق تھا۔اب بھی ہے۔تو آپ نے فرمایا کہ:

’’استغفار بہت پڑھا کرو۔انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بدانجام سے بچالے‘‘۔(دو انسان کی حالتیں ہیں یا گناہ نہ کرو اور اگر گناہ ہو گیا ہے اور غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس گناہ کے بدانجام سے انسان کو بچائے)۔فرمایا کہ ’’سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہئے‘‘۔(جب استغفار پڑھ رہے ہو تو دونوں معنوں کا لحاظ رکھو۔یہ بہت بڑا وظیفہ ہے کہ ایک تو انسان گناہ نہ کرے،گناہ سے بچنے کی دعا مانگے اور پھر یہ کہ اگر ہو گیا ہے تو اُس کا بدانجام ظاہر نہ ہو۔فرمایا) ’’ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہئے۔اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے۔مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہئے۔نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو۔یہ ضروری ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 525۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہے استغفار کا مقصد کہ گناہ کی معافی اور گناہ سے بچنا۔ اور گناہوں کی تفصیل جاننے کے لئے قرآن کریم کے احکامات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر ایک مجلس میں ایک شخص آیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس مجلس میں بیٹھے تھے، اُن کا واقف تھا۔ جب اُن کو آ کے ملا، تو انہوں نے اُس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے پیش کیا کہ یہ شخص کئی پیروں، فقیروں اور گدیوں میں پھرا ہے، بڑے مشائخ کے پاس سے ہو کے آیا ہے۔ اب یہ یہاں آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس سے فرمایا کہ کیا کہتے ہو؟ بتاؤ۔ تو کہنے لگا: ''حضور! میں بہت سے پیروں کے پاس گیا ہوں۔ مجھ میں بعض عیب ہیں۔ اول میں جس بزرگ کے پاس جاتا ہوں تھوڑے دن رہ کر پھر چلا آتا ہوں اور طبیعت اُس سے بداعتقاد ہو جاتی ہے۔ دوم مجھ میں غیبت کرنے کا عیب ہے۔ سوم عبادت میں دل نہیں لگتا۔ اور بھی بہت سے عیب ہیں۔

حضرت اقدس (نے فرمایا کہ): مَیں نے سمجھ لیا ہے، اصل مرض تمہارا بے صبری کا ہے۔ باقی جو کچھ ہے اس کے عوارض ہیں''۔ (اصل مرض، بیماری جو ہے وہ تمہاری بے صبری ہے۔ باقی تو اُس کی ذیلی مرضیں ہیں)۔ ''دیکھو انسان اپنے دنیا کے معاملات میں جبکہ بے صبر نہیں ہوتا اور صبر و استقلال سے انجام کا انتظار کرتا ہے پھر خدا کے حضور بے صبری لے کر کیوں جاتا ہے۔ کیا ایک زمیندار ایک ہی دن میں کھیت میں بیج ڈال کر اُس کے پھل کاٹنے کی فکر میں ہو جاتا ہے؟ یا ایک بچے کے پیدا ہوتے ہی کہتا ہے کہ یہ اسی وقت جوان ہو کر میری مدد کرے۔ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں اس قسم کی عجلت اور جلد بازی کی نظیریں اور نمونے نہیں ہیں۔ وہ سخت نادان ہے جو اس قسم کی جلد بازی سے کام لینا چاہتا ہے۔ اُس شخص کو بھی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنا چاہئے جس کو اپنے عیب، عیب کی شکل میں نظر آ جاویں''۔ ''وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جس کو اپنے اندر کی برائیاں اور عیب نظر آ جائیں'' ورنہ شیطان بدکاریوں اور بداعمالیوں کو خوش رنگ اور خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے''۔ (یہ تو بہت بڑی خوبی ہے کہ اگر انسان کو احساس ہو جائے کہ میرے اندر یہ یہ برائیاں ہیں۔ کیونکہ شیطان تو اپنا کام کر رہا ہے وہ تو برائیوں کو بھی اچھا کر کے دکھاتا ہے)۔ فرمایا کہ ''پس تم اپنی بے صبری کو چھوڑ کر صبر اور استقلال کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ بغیر اس کے کچھ نہیں ہے۔ جو شخص اہل اللہ کے پاس اس غرض سے آتا ہے کہ وہ پھونک مار کر اصلاح کر دیں وہ خدا پر حکومت کرنی چاہتا ہے۔ یہاں تو محکوم ہو کر آنا چاہئے۔ ساری حکومتوں کو جب تک چھوڑتا نہیں، کچھ بھی نہیں بنتا۔ جب بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے تو وہ اپنی بہت سی شکایتیں بیان کرتا ہے''۔ (ڈاکٹر کے پاس انسان جاتا ہے تو اپنے مرض بیان کرتا ہے)۔ ''مگر طبیب شناخت اور تشخیص کے بعد معلوم کر لیتا ہے کہ اصل میں فلاں مرض ہے۔ وہ اس کا علاج شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح سے تمہاری بیماری بے صبری کی ہے۔ اگر تم اس کا علاج کرو تو دوسری بیماریاں بھی خدا چاہے تو رفع ہو جائیں گی۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہ ہو اور اُس وقت تک طلب میں لگا رہے جب تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے''۔ (آخری سانس تک لگا رہے۔) ''جب تک اپنی طلب اور صبر کو اس حد تک نہیں پہنچاتا، انسان بامراد نہیں ہو سکتا''۔ (پس یہ مقام ہے صبر کا کہ آخری سانس تک انسان کوشش کرتا رہے۔) فرمایا کہ ''اور یوں خدا تعالیٰ قادر ہے۔ وہ چاہے تو ایک دم میں بامراد کر دے''۔ (یہ ضروری بھی نہیں کہ آخری سانس تک ہو۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ ایک دم، پہلی دفعہ، ایک دعا سے ہی، ایک سجدے سے ہی دعا قبول کر لیتا ہے۔) ''مگر عشق صادق کا یہ تقاضا ہونا چاہئے کہ وہ راہ طلب میں پویاں رہے''۔ (یعنی مستقل مزاجی سے دوڑتا رہے، چلتا رہے۔) ''سعدی نے کہا ہے''۔ (ایک فارسی شعر ہے):

''گر نباید بدوست راہ بردن
شرطِ عشق ہست در طلب مُردن''

(کہ اگر دوست تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو عشق کی بنیادی شرط اُس کی طلب میں، خواہش میں مرنا ہے۔ اُس کو پانے کے لئے، اُس کی طلب میں، خواہش میں مرنا یہ بنیادی شرط ہے۔) فرماتے ہیں کہ ''مرض دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مرض مستوی اور ایک مرض مختلف''۔ (دو قسم کے مرض ہیں ایک بیماری کا نام مستوی اور ایک مختلف۔ یہ نام نہیں بلکہ قسم ہے۔ بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک مرض مستوی کہلاتا ہے، ایک مختلف)۔ ''مرض مستوی وہ ہوتا ہے جس کا درد وغیرہ محسوس ہوتا ہے۔ اُس کے علاج کا تو انسان فکر کرتا ہے اور مرض مختلف کی چنداں پرواہ نہیں کرتا''۔ (بعض چھپے ہوئے مرض ہوتے ہیں جن کا احساس نہیں ہوتا اُن کی پرواہ نہیں کرتا۔) ''اسی طرح سے بعض گناہ تو محسوس ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انسان اُن کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے۔...... خدا تعالیٰ نے تو اصلاح کے لئے قرآن شریف بھیجا ہے۔ اگر پھونک مار کر اصلاح کر دینا خدا تعالیٰ کا قانون ہوتا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک مکّہ میں کیوں تکلیفیں اُٹھاتے۔ ابوجہل وغیرہ پر اثر کیوں نہ ڈال دیتے؟'' (دعا سے فوراً اثر ہو جاتا)۔ ''ابوجہل کو جانے دو۔ ابوطالب کو تو آپ سے بھی محبت تھی'' (یعنی ابو طالب سے آپ کو محبت تھی لیکن اُس کے باوجود مسلمان نہیں ہوئے۔) ''غرض بے صبری اچھی نہیں ہوتی، اس کا نتیجہ ہلاکت تک پہنچتا ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 529-528۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں ایک شخص نے قرض کے متعلق دعا کی درخواست کی کہ میرا قرض بہت چڑھ گیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے''۔ (غموں سے بچنے کے لئے، اُن کو دُور کرنے کے لئے یہ طریق ہے کہ استغفار پڑھو۔ یعنی غموں کو ہلکا اور کم کرنے کے لئے استغفار کرنا چاہئے۔ پھر فرمایا) ''استغفار کلید ترقیات ہے''۔ یعنی تمہاری ترقیات کی چابی استغفار میں ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 442۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ استغفار ترقیات کے دروازے تب کھولے گی، وہ تالے تب کھلیں گے جب ویسی استغفار ہو جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کس طرح انسان کو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہئے۔

ایک شخص کے یہ کہنے پر کہ میرے لئے دعا کریں میرے اولاد ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ: ''استغفار بہت کیا کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔ یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے''۔ (یعنی جب استغفار کر رہے ہو تو خدا تعالیٰ پر کامل یقین بھی ہونا چاہئے۔) ''جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کی دستگیری کرتا ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 444۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ انسان کو کمزوریوں سے بچنے کے لئے استغفار بہت پڑھنا چاہئے۔ ''گناہ کے عذاب سے بچنے کے لئے استغفار ایسا ہے جیسا کہ ایک قیدی جرمانہ دے کر اپنے تئیں قید سے آزاد کر لیتا ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 507۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: ''بعض لوگوں پر دکھ کی مار ہوتی ہے اور وہ ان کی اپنی ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال:9) پس آدمی کو لازم ہے کہ توبہ و استغفار میں لگا رہے اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہ ہو، بداعمالیاں حد سے گزر جاویں اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں۔ جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کے ساتھ نگاہ کرتا ہے تو عام طور پر دلوں میں اس کی محبت کا القاء کر دیتا ہے'' (جب اللہ تعالیٰ کا فضل کسی پر ہوتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں بھی اُس کے لئے محبت پیدا کر دیتا ہے) ''لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے گزر جاتا ہے، اس وقت آسمان پر اس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں''، (جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا کہ اس پر فضل کی نظر نہیں کرنی تو پھر لوگوں کے دل بھی اُس کے لئے سخت ہو جاتے ہیں) ''مگر جونہی وہ توبہ و استغفار کے ساتھ خدا کے آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہو جاتا ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ اس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے''۔ (ہاں جب انسان سخت دل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث نہ بنے، اللہ تعالیٰ کا اُس سے اپنی ناپسندیدگی کی وجہ سے پھر اظہار ہو رہا ہو تو لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ استغفار کرتا ہے، توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ استغفار قبول کر لیتا ہے، توبہ قبول کر لیتا ہے اور پھر اُس کے نتیجہ میں لوگوں کے دلوں میں اُس کے لئے رحم پیدا ہو جاتا ہے، محبت پیدا ہو جاتی ہے) فرمایا'' اس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔ غرض یہ تو استغفار ایسا مجرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 197-196۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آج مختلف ملکوں میں ان دنیا داروں کی بداعمالیاں ہی ہیں جنہوں نے ایک فتنہ اور فساد برپا کیا ہوا ہے۔ وہی لیڈر جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو عوام کا محبوب سمجھتے تھے، عوام کی نظر میں بدترین مخلوق ہو چکے ہیں اور جو اپنے خیال میں اپنے مقام کو قائم کئے ہوئے ہیں۔ ابھی بھی اُن کی نظر میں یہ ہے کہ ہم عوام کے بہت محبوب ہیں، پسندیدہ ہیں۔ آثار ایسے ظاہر ہو رہے ہیں کہ اُن کی بھی باری آنے والی لگتی ہے۔ غرض کہ دنیا میں یہ ایک فساد پیدا ہوا ہوا ہے۔ اُس کے نتیجے میں جو حکومتیں بدلی ہیں اُس نے مزید فساد پیدا کر دیا ہے اور آئندہ مزید کتنے فساد پیدا ہونے ہیں یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اس لئے ہمیں بہت دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو فسادوں سے بچائے۔

پس استغفار جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مقصد کو پورا کرتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور زمانے کے فسادوں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے انسان کو بچاتا ہے۔ اُن راستوں پر چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے راستے ہیں جن سے دنیا و آخرت سنورتی ہے، وہاں انسان کی ذاتی ضرورتوں کو پورا کرنے اور مشکلات سے نکلنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے جیسا کہ بہت سارے واقعات میں نے پڑھے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصیحت فرمائی۔ انسان استغفار سے اللہ تعالیٰ کے بیشمار فضلوں کا بھی وارث بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر فضل فرمایا کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے۔ جس نے ہمیں عبادتوں اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور اُس کے فضلوں کو سمیٹنے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ لیکن اس سے حقیقی فائدہ اُٹھانے کے لئے ہمیں مستقل استغفار کرتے چلے جانے کی بھی ضرورت ہے جسے ہر احمدی کو حرز جان بنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جنگ مقدس

حق اور باطل کے عظیم الشان معرکہ کا تفصیلی احوال اور تجزیہ

(تحقیق و تحریر: آصف محمود باسط)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مہدی ومسیح کے کاموں میں سے ایک کام یہ بیان فرمایا تھا کہ یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وہ کسرِ صلیب کرے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء۔ باب نزول عیسیٰ بن مریم)

کسرِ صلیب کی تفہیم اِس دور کے اُمّت کے اکثر علماء کو جس طرح ہوئی وہ غیر معقول اور مضحکہ خیز ہی نہیں بلکہ گستاخانہ بھی ہے۔ وہ مہدی جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت یافتہ ہوگا، اس کے بارہ میں یہ خیال کرنا کہ وہ بستی بستی قریہ قریہ، ہاتھ میں کوئی اوزار لئے صلیبیں توڑتا پھرے نہ صرف اُس مسیح ومہدی کی توہین ہے جو اصلاح امت کے لئے مبعوث ہوا، بلکہ اس نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین ہے جس نے اسے اپنی پیاری اُمّت کی اصلاح کا عظیم الشان کام سپرد فرمایا اور اسے نبی اللہ قرار دیا۔

کسرِ صلیب کا حقیقی مفہوم صلیبی فتنے کا خاتمہ ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''غور طلب امر یہ ہے کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کا کام ہوگا اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ لکڑی کی صلیب کو توڑے گا؟ اور اس سے فائدہ کیا ہوگا؟ صاف ظاہر ہے کہ لکڑی کی صلیب کو اگر توڑتا پھرے گا تو یہ کوئی عظیم الشان کام نہیں۔ اور نہ اس کا کوئی معتدبہ فائدہ ہوسکتا ہے۔ اگر وہ لکڑی کی صلیب توڑے گا تو اس کی بجائے سونے چاندی اور دھاتوں کی صلیبیں عیسائی بنا لیں گے۔......اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہوسکتی کہ وہ لکڑی کی صلیب جو بعض عیسائیوں نے لٹکائی ہوئی ہے مسیح موعود توڑتا پھرے گا بلکہ اس کے اندر ایک حقیقت ہے۔......پھر سوچ کر دیکھو کہ ہمارے اس دعویٰ کی تائید صاف طور پر ہوتی ہے یا نہیں کہ صلیب توڑنے سے یہ لکڑی یا پیتل وغیرہ کی صلیبیں (جو عیسائی شرک کے طور پر گلے میں لٹکائے پھرتے ہیں) توڑنا مراد نہیں ہے بلکہ یہ لفظ ایک اور حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہی ہے جو ہم لے کر آئے ہیں۔ ہم نے صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ اس وقت جہاد حرام ہے کیونکہ جیسے مسیح موعود کا وہ کام ہے یَضَعُ الْحَرْبَ بھی اس کا کام ہے۔ اس کام کی رعایت سے ہم کو ضروری تھا کہ جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اس وقت دین کے نام سے تلوار یا ہتھیار اٹھانا سخت گناہ ہے............۔

یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ کے کیا معنی ہیں؟ توجہ سے سننا چاہئے کہ مسیح موعود کی بعثت کا وقت غلبۂ صلیب کے وقت ٹھہرایا گیا ہے اور وہ صلیب کو توڑنے کے لئے آئے گا۔ اب مطلب صاف ہے کہ مسیح موعود کی آمد کی غرض عیسوی دین کا ابطالِ کُلّی ہوگا اور وہ حجت وبراہین کے ساتھ جن کو آسمانی تائیدات اور خوارق اور بھی قوی کر دیں گے، صلیب پرستی کے مذہب کو باطل کر کے دکھا دے گا اور اس کا باطل ہونا دنیا پر روشن ہو جائے گا اور لاکھوں روحیں اعتراف کریں گی کہ فی الحقیقت عیسائی دین انسان کے لئے رحمت کا باعث نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری ساری توجہ اس صلیب پر لگی ہوئی ہے۔ صلیب کی شکست میں کیا کوئی کسر باقی ہے؟ موت مسیح کے مسئلہ نے ہی صلیب کو پاش پاش کر دیا ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ مسیح صلیب پر مرا ہی نہیں بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آ کر مرا تو کوئی عقلمند ہمیں بتائے کہ اس سے صلیب کا باقی کیا رہتا ہے۔......**غرض یہ بات بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ اس وقت بھیجے گا جب صلیب کا غلبہ ہوگا۔ جس سے مراد یہ ہے کہ صلیبی دین کا فتنہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اس کی اشاعت اور توسیع کے لئے ہر ایک قسم کے حیلوں کو کام میں لایا جائے گا اور دنیا میں وہ ظلم و زُور جس کا دوسرے لفظوں میں شرک اور مردہ پرستی نام ہوسکتا ہے پھیلایا جاوے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ جس شخص کو بھیجے گا اس کا کام یہی ہوگا کہ اس ظلم و زُور سے دنیا کو پاک کرے اور مردہ پرستی کی لعنت سے دنیا کو بچائے۔ اس طرح پر وہ صلیب کو توڑے گا۔**

بظاہر یہ تناقض معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کاموں میں سے یَضَعُ الْحَرْبَ بھی لکھا ہے کہ وہ لڑائیاں نہ کرے گا اور صلیب کے توڑنے میں لڑائیوں کی ضرورت ہے۔ یہ تناقض سطحی خیال کے آدمیوں کو نظر آتا ہے جنہوں نے مسیح موعود کی آمد اور بعثت کی غرض کو ہرگز نہیں سمجھا۔ حالانکہ یَضَعُ الْحَرْبَ کا لفظ ہی کسر صلیب کی حقیقت کو بتاتا ہے کہ اس سے مراد جیسا کہ مَیں نے ابھی بیان کیا ہے **لکڑی یا دوسری چیزوں کی صلیبوں کو توڑنا نہیں بلکہ صلیبی ملّت کی شکست ہے اور ملّت کی شکست بیّنہ اور براہین سے ہوگی۔** جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ (الانفال:43)''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 367-369۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس دور میں ظاہر ہوئے اس وقت عیسائیت کا فتنہ زور پر تھا۔ حضور علیہ السلام نے ایک موقع پر اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:

''اس سے بڑھ کر اور کوئی آفت اور فتنہ اسلام کے لئے کبھی پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ جب سے نبوت کا سلسلہ شروع ہوا ہے ایسا خطرناک فتنہ کبھی نہیں اٹھا۔ فلسفیانہ رنگ میں الگ، طبعی رنگ میں الگ مذہب پر زد ہے۔ ہر شخص جو کسی فن میں کسی علم میں کوئی دسترس رکھتا ہے وہ اسی پہلو سے اسلام پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ مرد، عورتیں واعظ ہیں اور وہ مختلف تدابیر سے اسلام سے بیزاری پیدا کرنی چاہتے ہیں اور عیسائیت کی طرف لوگوں کو مائل کرتے ہیں۔ شفاخانوں میں جاؤ تو دیکھو گے کہ دوا کے ساتھ عیسوی دین کا وعظ ضرور کیا جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ بعض عورتیں یا بچے علاج کے لئے شفاخانہ میں داخل ہوگئے ہیں اور پھر ان کا پتہ اس وقت تک نہیں ملا جب تک وہ عیسائی بن کر ظاہر نہیں کئے گئے۔ سادھوؤں کے رنگ میں وعظ کرتے ہیں۔ غرض کوئی طریقہ وسوسہ اندازی کا ایسا نہیں جو اس قوم نے اختیار نہ کیا ہو۔......ان کا ایک ایک پرچہ اگر دیکھا جائے تو وہ ایک ایک لاکھ نکلتا ہے۔ وہ وسائل اشاعت اور تبلیغ کے جواَب پیدا ہوگئے ہیں پہلے کہاں تھے۔......اس صدی میں اگر ان رسالوں اور اخباروں اور کتابوں کو جو اسلام کے خلاف لکھے گئے ہیں ایک جگہ جمع کرو تو ان کا اونچا ڈھیر کئی میل تک چلا جاوے۔ بلکہ مَیں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ یہ اونچا ڈھیر دنیا کے بلند ترین پہاڑوں کی اونچائی سے بھی بڑھ جاوے اور اگر ان کو برابر کی سطح پر رکھا جاوے تو کئی میل لمبی لائن ہو۔

اس وقت اسلام شہیدان کربلا کی طرح دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے۔............آپ خود سوچیں کہ عیسائیت اسلام کو مغلوب کرنے کے واسطے کس قدر زور لگا رہی ہے۔ کلکتہ کے بشپ نے لندن جا کر جو تقریر کی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ کوئی آدمی گورنمنٹ انگلشیہ کا سچا خیر خواہ اور وفادار نہیں ہوسکتا جب تک وہ عیسائی نہ ہو۔ ایسی تقریروں اور بحثوں سے کیا یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ عیسائی بنانے کے لئے کس قدر کوشش یہ لوگ کرنی چاہتے ہیں اور ان کی نیت میں کیا ہے؟ وہ صاف چاہتے ہیں کہ کوئی مسلمان نہ رہ جاوے۔

عیسائی مشنریوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ جس قدر اسلام ان کی راہ میں روک ہے اور کوئی مذہب ان کی راہ میں روک نہیں ہے۔ مگر یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے غیور ہے۔ اس نے سچ فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) اس نے اس وعدہ کے موافق اپنے ذکر کی محافظت فرمائی اور مجھے مبعوث کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتا ہے اس نے مجھے صدی چہار دہم کا مجدد کیا جس کا نام کاسر الصلیب بھی رکھا ہے''۔ (ملفوظات جلد دوم۔ صفحہ 369-370۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ہندوستان پر عیسائی پادریوں کی یلغار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں مسلمانوں نے دینی، سیاسی، عسکری ہر طرح کی برتری ثابت کر کے ہندوستان کو اپنا قلعہ بنایا ہوا تھا۔ عیسائی پادری جانتے تھے کہ اگر مسلمانوں کے اس قلعہ کو اپنے زیر نگیں کر لیا تو اسلام کو دینی، سیاسی، عسکری غرض ہر طرح کی شکست سے دوچار کرنا آسان ہو جائے گا۔ ایک اور بہت بڑی وجہ ہندوستان پر عیسائی مبلغین کی توجہ کے مرکوز ہونے کی یہ تھی کہ اس دور میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی ایک چوتھائی آبادی ہندوستان میں آباد تھی اور یہی سب سے بڑی مسلم آبادی تھی۔

(Christian Mission to Muslims- The Record by Lyle L. Werff published by The William Carey Library 1977, Chapter1, n1 page 7)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام ''راہِ ھدیٰ'' کے سلسلہ میں Dr Jonathan Ingleby سے بات کرنے کا موقعہ ملا جو Radcliffe College میں مشن سٹڈیز کے شعبہ کے سربراہ کے طور پر کام کرنے کے بعد ریٹائرڈ ہوئے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ آخر عیسائی پادری کیا عزم لے کر ہندوستان گئے تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ چرچ کے مرکز کو برطانیہ سے لے جا کر ہندوستان میں transplant کرنا چاہتے تھے۔

(دیکھئے www.youtube.com/rahehudaarchives1 اور تلاش کیجئے Jonathan Ingleby)

ہندوستان میں عیسائیت کو عام کرنے اور دیگر مذاہب پر حاوی کرنے کی اس خواہش کا اظہار ہندوستان میں اشاعتِ عیسائیت (Evangliscism) کے لئے جانے والے ابتدائی پادری اپنے خطبات میں برسرِ عام کرتے۔ اسی طرح کے ایک ابتدائی پادری Henry Martyn نے بھی کیا۔ (قارئین اس نام کو Henry Martyn Calrk خیال نہ کریں جو مباحثہ جنگ مقدس کے حوالہ سے جماعت احمدیہ میں معروف ہے۔ اس کا ذکر آگے چل کر تفصیل سے آئے گا)۔ ہنری مارٹن نے ایک خطبہ میں برملا کہا:

"The evangelization of India is a more important object than preaching to the European inhabitants of Calcutta"

(Henry Martyn: The Comprehensive Biography by George Smith, London, 1892, page 218)

یعنی ہندوستان کو عیسائی بنانا کلکتہ کے یورپی باسیوں کو تبلیغ کرنے سے زیادہ بڑا اور اہم کام ہے۔

اس ابتدائی دور میں نقضِ امن کے اندیشہ کے تحت انگریز حکام کی طرف سے عیسائی پادریوں کو برسرِ عام تبلیغ کرنے کی ممانعت تھی۔ یہ بات بھی تاریخ میں محفوظ ہے کہ گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز (Warren Hastings1732-1818) نے ایک عیسائی پادری کو اس کی نوکری سے اس بات پر برطرف کر دیا تھا کہ وہ مقامی آبادی میں عیسائی لٹریچر تقسیم کر رہا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ گورنر جنرل نے اس کا سبب بتاتے ہوئے کہا تھا کہ ''مقامی آبادی میں عیسائی لٹریچر تقسیم کرنا ایسا ہی ہے جیسا بارود میں گولی چلا دینا''۔ اس شدید پابندی کے باوجود عیسائی پادری مستقل مزاجی سے ہندوستان کو عیسائی کرنے کی کوششوں میں مصروف رہے۔ ان سینہ زور پادریوں میں ہنری مارٹن کا نام سرفہرست لیا جاتا ہے۔

(Five Sermons Never Before Published, edited by G T Fox, London 1862, page iv)

ہندوستان پر مسیحی پادریوں کی یلغار خود بھی ہندوستان اور کاسرِ صلیب کے باہمی ربط کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور پھر عام یلغار نہیں، بلکہ ایسی منہ زور یلغار کہ مسلمان انگشت بدنداں، محوِ حیرت، اپنا تاج و تخت چھنتا دیکھتا ہے، اپنی معیشت ہاتھ سے جاتی دیکھتا ہے۔ ایک ایمان رہ گیا سو وہ بھی داؤ پر لگا نظر آتا ہے۔

دجالی حملوں پر ہندوستان کے مسلمانوں کا ردّعمل

اس بوکھلاہٹ میں اسلام کے دفاع کے نام پر بہت سی تحریکات کا خمیر ہندوستان کی زمین ہی سے اٹھا۔ کہیں سرسید احمد خان علیگڑھ تحریک لے کر اٹھے جو اسلام کو مغربی طاقتوں کے لئے قابل برداشت بنانے کی کوشش میں اسلام کی روح کو کھو بیٹھی۔ کہیں جمال الدین افغانی کی فکری تحریک نظر آتی ہے۔ کہیں عبید اللہ سندھی کی بغاوت کا نشان ملتا ہے۔ کہیں علامہ عنایت اللہ مشرقی کی خاکسار تحریک کے آثار نظر آتے ہیں۔ کہیں ادب کی سطح پر مسلمانوں کو ان کی شناخت دلانے، انہیں

جہالت کی تاریکی سے نکالنے کی کوشش نظر آتی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کے ناول مرآۃ العروس، ابن الوقت، توبۃ النصوح ایسے ہی اصلاحی ادب یا Reformist Literature کی مثال ہیں۔ تعلیم نسواں کے نام پر جہاں حسن علی آفندی نے سندھ مدرسۃ العلم جیسے موقر ادارے قائم کئے وہاں علیگڑھ سے وابستہ ممتاز علی جیسے ترقی پسند بھی موجود تھے جنہوں نے ''تہذیب نسواں'' جیسے مجلّے اور ''حقوق نسواں'' جیسی کتب لکھ کر عورتوں کو پردے کی قید سے آزاد کرنے کی تحریک چلائی تا کہ انہیں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کیا جاسکے۔ سرسید احمد خان کی بے لگام آزاد خیالی کے ردعمل کے طور پر ''اودھ پنچ'' جیسے رسالے شائع ہوئے جنہوں نے سرسید کی آزاد خیالی کے اثر کو طنز و مزاح کے ذریعے زائل کرنے کی کوشش کی۔ مشہور شاعر اکبر الہ آبادی کی فکاہیہ شاعری کو سب سے زیادہ شائع کیا گیا اور مسلمانوں میں اپنی شناخت کو زندہ رکھنے کا پیغام دیا گیا ہے۔ انہوں نے جہاں سرسید کی آزاد خیالی کو آڑے ہاتھوں لیا، وہاں اسلام کے نام پر انتہا پسندی کا مظاہرہ کرنے والوں کی بھی خبر لی۔ کرامت علی جونپوری اور سید امیر علی اگرچہ مغربی اثر لئے ہوئے تھے مگر اسلام کی تعلیمات کو اسلام کی اصل شناخت کے طور پر متعارف کرانے کے لئے کوشاں رہے۔

شاہ ولی اللہ کے فرزند شاہ عبدالعزیزؒ اور ان کے شاگرد سید احمد شہیدؒ اور ان کے ہم عصر شاہ اسمٰعیل شہید ''ہر قیمت پر اسلام کے قلعہ پر کسی بھی حملہ کو بزور شمشیر روکنے کے لئے کوشاں رہے۔ حسن ظن تو یہی ہے کہ ان تمام تحریکات اور مساعی کے پیچھے نیت تو درست ہی رہی ہوگی، مگر یہ امر واقعہ ہے کہ ان کی سمت درست نہ تھی کیونکہ یہ تحریکات اور مکاتب فکر خاطر خواہ نتائج حاصل نہ کرسکے۔ وقتی اثرات مقامی لوگوں یا کسی خاص مکتب فکر کے افراد پر ہوئے بھی ہوں تو اسے خاطر خواہ کہنا درست نہ ہوگا کیونکہ اصل مقصد مسلمانوں کو من حیث القوم فلاح و بہبود کی طرف لے کر جانا تھا کیونکہ اسلام جغرافیائی حدود کا پابند نہیں۔ سب نے اپنی اپنی جگہ کوشش کی مگر خاطر خواہ نتائج حاصل نہ ہوسکے۔ اس کی وجہ غور طلب اور مسلمانوں کے مسائل کے حل کی طرف آج بھی اشارہ کرتی ہے۔ جس طرح اسلام سے قبل مذاہب اپنے اندر خیر کے متفرق پہلو رکھتے تھے، مگر یہ فرد فرد ''خیر'' اسلام میں مجتمع ہوگئی، اسی طرح آخری زمانہ میں اسلام کو در پیش مسائل کے حل کے لئے درد رکھنے والے مسلمان اپنی اپنی جگہ کوشش کرتے رہے، ہر کوشش میں خیر کا کوئی پہلو بھی تھا، مگر یہ خیر اجتماعی شکل میں اس شخص کے ساتھ ظہور میں آنی تھی جس نے پیغمبر اسلام، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق، آپ کا ہاتھ تھامے، اللہ تعالیٰ کے اذن سے مبعوث ہونا تھا۔

صلیبی فتنہ کے مقابلہ کے لئے مسیح موعودؑ کا ظہور

پس حضرت مسیح موعودؑ کا ظہور اس دور میں ہوا جب اسلام کو چوکھی لڑائی کا سامنا تھا۔ ان حملوں میں سب سے شدید حملہ اس مذہب کا تھا جو مسلمانوں ہی کے مروجہ عقائد کو لے کر ان کے خلاف محاذ آراء تھا۔ مسلمان ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ارتداد اختیار کرکے عیسائی ہوتے چلے جارہے تھے۔

24 جنوری 1893ء کو برطانوی اخبار ''دی ٹائمز'' میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں کہا گیا کہ:

''حال ہی میں بمبئی میں منعقد ہونے والی دس سالہ مشنری کانفرنس میں عیسائی پادریوں کی تبلیغی مساعی کے حیرت انگیز نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ گزشتہ دہائی کا تجزیہ پیش کرنا مقصود تھا، اس حوالہ سے گزشتہ 9 سالوں کی کارکردگی کے نتیجہ میں مقامی عیسائیوں کی تعداد 492,882 سے بڑھ کر 648,843 ہوگئی ہے۔ یہ اضافہ 1881ء سے لے کر 1890ء تک کا ہے۔ رابطوں میں اضافہ کی شرح اور بھی زیادہ ہے، یعنی 138,254 سے بڑھ کر 215,759۔ جوں جوں مقامی آبادی میں عیسائیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے، ساتھ ساتھ ان کی تعلیم و تربیت کا کام بھی زور پکڑ رہا ہے۔ 1881ء میں Protestant Mission Schools میں مقامی عیسائی طلباء و طالبات کی تعداد 196,360 تھی، جو اب 1890ء میں بڑھ کر 299,051 ہوگئی ہے''۔

(بحوالہ *Church Missionary Intelligencer, 1894*، از لائبریری چرچ مشن سوسائٹی، آکسفورڈ)

یہ تھی ترقی اس مذہب کی جو اسلام پر یلغار کئے ہوئے تھا۔

یہاں یہ بات قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہو گی کہ جس سن میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش ہوئی، اسی سال یعنی 1835ء میں عیسائی پادریوں نے اپنے عزائم کا کھل کر اظہار کیا۔ حضور کی پیدائش 13 فروری 1835ء کو ہوئی۔ 25 مئی 1835ء کو فری چرچ آف سکاٹ لینڈ کی طرف سے ہندوستان بھیجے جانے والے پہلے پادری الیگزینڈر ڈف (Rev Alexander Duff) نے فری چرچ آف سکاٹ لینڈ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کیا۔ اس خطاب کے آغاز میں انہوں نے کہا:

''وقت اجازت دے تو ہندوستان کی تصویر پیش کروں گا جس سے سب کو معلوم ہو جائے گا، اور اکھڑ سے اکھڑ آدمی بھی تسلیم کرے گا کہ ہندوستان ہی ہے جو اس وقت شیطان کی زمینی مملکت کا دارالحکومت ہے۔ یہیں شیطان سب سے زیادہ کھل کھیل رہا ہے............'

(The Church of Scotland's India Mission OR A Brief Exposition of the Principles on Which That Mission Has Been Conducted in Calcutta, Being The Substance of An address Delivered Before The General Assembly of the Church, On Monday, 25th May, 1835 by Rev Alexander Duff A.M.,Printed by John Waugh, Printer to the Church of Scotland)

پس جس سال عیسائیت نے عالم اسلام پر اپنے پنجے گاڑنے کے منصوبے کا گویا کھلم کھلا اعلان کیا اسی سال خدا تعالیٰ کی تقدیر سے صلیبی فتنہ کا قلع قمع کرنے والے وجود کا اس دنیا میں ظہور ہوا۔

زمانی پہلو کے علاوہ مکانی پہلو بھی غور طلب ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں ہوئی۔ یہ وہی مقام تھا جسے عیسائی پادریوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنا رکھا تھا۔ برطانوی ہندوستان پر سند کا درجہ رکھنے والی مشہور پروفیسر آرول این پاول (Arvil Ann Powell) نے لکھا ہے:

"The central region of the Punjab chosen by the Christian missionaries as the heartland for their evangelistic activities was also the catchment area for Ahmadi initiation. The two adjoining districts of Amritsar and Gurdaspur, the former the hinterland of the sacred city of Sikhs and the Anglican missionary headquarters, and the latter the homeland of Mirza Ghulam Ahmad, were by the early 1890s at the centre of competition between rival religious minorities".

(Avril Powell (1995): Contested gods and prophets: discourse among minorities in late nineteenth-century Punjab, Renaissance and Modern Studies, 38:1, 38-59)

(ترجمہ: عیسائی پادریوں نے وسطی پنجاب کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے مرکز کے طور پر منتخب کیا۔ وسطی پنجاب جو کہ جماعت احمدیہ کی جائے تاسیس بھی ہے۔ امرتسر اور گورداسپور ملحقہ اضلاع ہیں، جن میں سے پہلا سکھ مذہب کا مرکز اور دوسرا مرزا غلام احمد کا وطن۔ یہ دونوں اضلاع 1890 کی دہائی کے آغاز میں مذہبی اقلیتوں کے مقابلہ کا میدان تھے)

خدا تعالیٰ کے کام اور اس کے کاموں کی سکیم کیسی نرالی ہے۔ ابھی بھی لوگ پوچھتے ہیں کہ ہندوستان میں نبی مبعوث کرنے میں کیا حکمت تھی!! ہم تو اتنا کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ (آل عمران:55)

الغرض حضور علیہ السلام نے عیسائیت کے اس سنگین خطرے کو بھانپتے ہوئے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے عظیم الشان کام کا آغاز فرمایا تو ''براہین احمدیہ'' تحریر فرمائی۔ یہ حضورؑ کی منظر عام پر آنے والی پہلی تصنیف لطیف تھی۔ پانچ حصوں پر مشتمل اس معرکۃ الآراء تصنیف کے آغاز میں ہی حضورؑ نے عیسائیت کے سیلاب تند اور مسلمانوں کے لئے اس کے ممکنہ نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا:

''......دیکھو عیسائیوں کا دین کہ جس کا اصول ہی اوّل الدّن درد ہے، پادریوں کی ہمیشہ کی کوششوں سے کیسا ترقی پر ہے اور کیسے ہر سال اُن کی طرف سے فخریہ تحریریں چھپتی رہتی ہیں کہ اس برس چار ہزار عیسائی ہوا، اور اس سال آٹھ ہزار پر خداوند مسیح کا فضل ہوگیا۔ ابھی کلکتہ میں جو پادری ہیکر صاحب نے اندازہ کرسٹان شدہ آدمیوں کا بیان کیا ہے، اس سے ایک نہایت قابل افسوس خبر ظاہر ہوتی ہے۔ پادری صاحب فرماتے ہیں جو پچاس سال سے پہلے تمام ہندوستان میں کرسٹان شدہ لوگوں کی تعداد صرف ستائیس ہزار تھی، اس پچاس سال میں یہ کارروائی ہوئی جو ستائیس ہزار سے پانچ لاکھ تک شمار عیسائیوں کا پہنچ گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!! اے بزرگو!!! اس سے زیادہ تر اور کونسا وقت انتشار گمراہی کا ہے کہ جس کے آنے کی آپ لوگ راہ دیکھتے ہیں ایک وہ زمانہ تھا جو دین اسلام یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا مصداق تھا، اور اب یہ زمانہ!! کیا آپ لوگوں کا دل اس مصیبت کو سن کر نہیں جلتا؟ کیا اس وباء عظیم کو دیکھ کر آپ کی ہمدردی جوش نہیں مارتی؟''۔

(براہین احمدیہ، حصہ دوم، بار اوّل 1880ء، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 68 مطبوعہ لندن، 1984ء)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام مسیح موعود، امام مہدی نے اس نازک صورتحال میں اسلام کے دفاع کے لئے کیا کیا؟ یہ سوال نہایت اہم ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کا جواب تفصیل کا متقاضی ہے۔

مسیح پاک کا عظیم الشان کارنامہ۔
کسر صلیب

عیسائیت کی یلغار کے آگے بند باندھنا ہی فی ذاتہ کوئی معمولی کام نہ تھا۔ کجا یہ کہ اس یلغار کا دندان شکن جواب دیا جائے۔ پھر حالات کیا تھے؟ اس کا جواب جاننے سے پہلے یہ جان لیں کہ معاندین نے جو نام حضرت مرزا صاحب کے ہم عصروں میں سے پیش کئے ہیں ان میں سرفہرست سرسید احمد خان کا نام ہے۔ سید احمد ان کا نام ہے، Sir کا خطاب نام کے ساتھ لگا ہے، جو ان کی دنیوی قابلیت کا پتہ دیتا ہے۔ پھر اعلیٰ تعلیم کا زیور سوا لگ۔ والد کی وفات ہوئی تو بجنور میں East India Company کے یہاں ''صدر امین'' کے عہدے پر فائز ہوگئے۔ سید امیر علی اور مولوی چراغ علی کے نام بھی مقابل پر سننے کو ملتے ہیں۔ سید امیر علی انگلستان کے تعلیم یافتہ تھے۔ لندن میں واقع اور دنیا بھر میں مشہور Inner Temple سے وابستہ ہو کر بیرسٹر ہوئے۔ لندن میں قیام 1869ء اور 1873ء کے درمیان رہا جس دوران انگریز طبقہ اشرافیہ کے ساتھ راہ و رسم بڑھی۔ انگریزی زبان پر عبور حاصل تھا۔ 1873ء میں واپسی پر کلکتہ ہائی کورٹ میں وکالت کے پیشہ کا آغاز کیا۔ اسی سال ان کی مشہور کتاب A Critical Examination of the Life and Teachings of Mohammed منظر عام پر آئی۔ اس کتاب پر مشہور مستشرق Maj R D Osborn نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ: ''...... ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف سے اس پایہ کی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921

کوئی دوسری کتاب نہیں‘‘۔

مولوی چراغ علی پہلے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ساتھ مسلمانوں کی بیداری کی تحریک میں شامل رہے مگر حضورؑ کے دعویٰ کے بعد علی گڑھ تحریک کا حصہ بن گئے۔ اس مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والوں کی کوشش کو مشہور مستشرق Bishop Kenneth Cragg کے الفاظ میں پیش کرنا کافی ہے:

"...an attempt to chart an Anglophile future for the Muslim community..."

(Call of the Minaret, Bishop Kenneth Cragg, One World Publications Oxford 2008)

یعنی مسلمانوں کو ایک انگریز پرست رجحان دینا۔

یہ تو تھے دنیوی طور پر بڑے عہدے، اعلیٰ تعلیمی قابلیت، نام ونسب، مقام ومرتبہ، دولت وثروت رکھنے والے مسلمان۔ ان کا ردعمل مسلمانوں کو انگریزیت کا لبادہ اوڑھنے کی طرف لے جانے کی ایک کوشش تھی۔ مگر اس صورتحال کا اصل حل اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے ذریعہ ظاہر کروانا تھا جس کے پاس ’’براہین احمدیہ‘‘ شائع کرنے کے لئے بھی رقم موجود نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی بندے کے ذریعہ ’’اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘ کا نشان ظاہر فرمانا تھا۔

ادھر دیوبندی، بریلوی، وہابی بھی سب برطانوی راج کو اپنے اپنے زاویہ سے دیکھتے رہے۔ اگرچہ ان کے ردّعمل میں عمومی تاثر بوکھلاہٹ کا ہے مگر یہ معروف دھڑے تھے، ادارے تھے۔ انگریز کی سیاسی اور مذہبی حیثیتوں کو جدا جدا نہ سمجھنے کے نتیجہ میں confusion غالب رہی۔ پھر کہیں اگر عیسائی مذہب کے عقائد کا جواب دینے کی کوشش کرتے بھی تو خود اپنے ہی عقائد انہیں دوقدم چلنے نہ دیتے۔ جو تفہیم انہیں قرآن کی ہوئی وہ درست تفہیم نہ تھی۔ حیات مسیح کا عقیدہ جسے مسلمان اپنا عقیدہ بتاتے پھرتے تھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ نہ تھا۔ آپؐ کے صحابہ کا عقیدہ نہ تھا۔ خلفائے راشدینؓ کا عقیدہ نہ تھا۔ یہ عقیدہ تو غلط فہمی، مداہنت، مذہب پر ثقافتی اثرات اور دشمنان اسلام کی سنگین سازش کا نتیجہ تھا۔

اسلام میں عقیدہ حیات مسیح

تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ جہاں اس غیر اسلامی عقیدہ کا ذکر ملتا ہے وہ اس وقت ہے جب دشمنِ اسلام عبداللہ بن سبا مسلمان کا روپ دھارے اسلامی سلطنت میں شامل ملکوں ملکوں پھرتا اور مسلمانوں کو برگشتہ کرنے اور بغاوت پر اکسانے کے لئے کوشش میں مصروف رہتا۔ اسے اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے ہمیشہ دو طرح کے طبقات کی تلاش رہتی۔ ایک وہ جو کسی غلطی کی پاداش میں تعزیر کا شکار ہوتے اور

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

دوسرے وہ جو مرکز سے دُوری کے باعث دین اسلام کی تعلیم وتربیت سے قدرے محروم ہوتے۔ عبداللہ بن سبا کو جب مرکزِ اسلام اور اس کی قریبی امارات میں خاطر خواہ نتائج حاصل نہ ہوئے تو اس نے مصر کا رخ کیا۔ یہاں لوگ بکثرت عیسائی سے مسلمان ہوئے تھے اور مرکز سے دوری کے باعث ان کا علم اسلامی عقائد کے بارہ میں بہت پختہ نہ تھا۔ یہاں عبداللہ بن سبا ان نومسلموں کو ان کے گزشتہ عقائد کے حوالہ سے بھڑکاتا اور کہتا کہ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو دوبارہ دنیا میں آنا ہے، یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ان کے بعد تم نے جس نبی کو مانا ہے وہ ایک مرتبہ وفات پا جائے اور پھر دوبارہ دنیا میں نہ آئے۔ لوگوں کو خلافت راشدہ کے خلاف بھڑکانے کے لئے وہ اپنے اس خودساختہ عقیدہ کی بنیاد قرآن کریم کی آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (القصص:86) یعنی وہ خدا جس نے قرآن کریم تجھ پر فرض کیا ہے تجھے ضرور لوٹنے کی جگہ کی طرف واپس لاوے گا۔ یوں وہ خلافت راشدہ کی عدم ضرورت کو ثابت کر کے لوگوں کو برگشتہ کرنے کی کوشش کرتا اور حضرت علیؓ کے مقام کو اس طرح بیان کرتا کہ خلیفہ وقت کے بارہ میں یہ تاثر ملتا گویا معاذاللہ انہوں نے حضرت علیؓ کا حق غصب کر رکھا ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں ’’اسلام میں اختلافات کا آغاز‘‘ از حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود، خلیفۃ المسیح الثانی، رضی اللہ عنہ بحوالہ تاریخ طبری)

بعد میں جوں جوں اسلام پھیلتا گیا اور دور دراز کے خطوں تک پہنچا تو عیسائی بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے۔ تربیت کا مناسب انتظام نہ ہونے کے باعث یہ عیسائی حیات مسیح کے مسئلہ پر راسخ العقیدہ تھے اور اسے ترک نہ کرتے۔ پھر جنگوں کے زمانہ میں جو مسلمان بطور جنگی قیدی مسیحی عملداری کی سرزمینوں میں قیدوبند میں وقت گزارتے وہ بھی مسیحی مذہب کے اثرات لے کر واپس وارد ہوتے۔ یوں یہ عقیدہ جو کبھی بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ نہ تھا، مسلمانوں میں بھی راہ پا گیا۔

بدقسمتی دیکھئے کہ جو عقیدہ مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے کے لئے ایک دشمنِ اسلام نے گھڑا، اسے مسلمانوں نے بدل و جان قبول کرلیا اور پھر یہی عقیدہ مسلمانوں کی تبلیغ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن گیا۔ مگر وہ نہ صرف اس عقیدہ سے چمٹے رہے بلکہ اس عقیدہ سے وابستہ مشکلات سمجھنے سے قاصر رہے۔ چونکہ اس دور کے جید علماء بھی اسی عقیدہ کو مانے ہوئے تھے، یہ حقیقت بذات خود اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہ مسئلہ علمِ محض، عقلِ محض اور حسیات کی دنیا سے حل ہونے والا نہیں تھا۔ اسے بہرحال آسمان ہی سے حل ہونا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہر طرح کی تحریک، فکری، روحانی، سیاسی، فلاحی، مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنے سے قاصر رہی۔ ایسے میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

کاسرِ صلیب، مسیح پاکؑ کا ایک اور زبردست کارنامہ۔ عقیدۂ وفات مسیح

پس کسرِ صلیب کے اس کام میں حضرت مسیح موعودؑ نے پہلا کام یہ کیا کہ حیات مسیح کے غیر اسلامی عقیدہ کو قرآن کریم ہی کی تیس آیات سے باطل کر کے دکھایا اور وفاتِ مسیح کے اسلامی عقیدہ سے آگاہی بخشی۔ آپؑ نے اس غلط عقیدہ کے ہمہ گیر نقصانات کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

’’عیسیٰؑ کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی حیات ہے‘‘۔ آپؑ نے اس عقیدہ کو قرآن کریم، احادیثِ نبویؐ، اقوال بزرگان سلف کے علاوہ عقلی، نقلی، منطقی، طبی اور تاریخی اعتبار سے ثابت فرمایا۔

(مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات ’’ازالۂ اوہام‘‘، ’’آئینہ کمالاتِ اسلام‘‘، ’’آسمانی فیصلہ‘‘، ’’مسیح ہندوستان میں‘‘، ’’رازِ حقیقت‘‘، ’’حقیقت المہدی‘‘، ’’انجامِ آتھم‘‘، ’’چشمۂ مسیحی‘‘، ’’کتاب البریہ‘‘ اور ’’اتمام الحجۃ‘‘ (دیکھئے:

(www.alislam.org/rk

یہی ایک عقیدہ تھا جس پر عیسائی تبلیغی مہمات کی بنیاد تھی اور اسی کو پیش کر کے وہ مسلمانوں کو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں عیسائی کر رہے تھے۔ پاکستان کے مشہور محقق اور مصنف فضل الرحمٰن (1918-88) نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے عیسائی تبلیغی سرگرمی کا پرزور جواب دیا۔

(بحوالہ Encyclopaedia of Islam: New Edition زیرعنوان ’’احمدیہ‘‘، جلد اوّل، صفحہ 301، مؤلفہ W. S. Smith مطبوعہ Brill, 1960)

انسائیکلوپیڈیا کے محولہ بالا مضمون میں بتایا گیا ہے کہ پادری C G Pfander نے اپنی کتاب ’’میزان الحق‘‘ میں لکھا ہے کہ:

’’مدینہ میں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ۔ ناقل) کی قبروں کے درمیان ایک قبر کی جگہ خالی نظر آتی ہے۔ اس مقام کو مسلمان عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کی قبر کا مقام کہتے ہیں۔ یہ قبر کی جگہ ہمیشہ سے خالی ہے۔ یہ خلا مسلمانوں کو یاددہانی کرواتا ہے کہ یسوع زندہ ہے اور محمد وفات یافتہ‘‘۔

(C G Pfander, Mizan ul Haq, The Religious Tract Society, London 1910)

عیسائی اور مسلم معاملات پر گہری نظر رکھنے والے مشہور محقق Dr Jan Slomp نے اپنے ایک مضمون میں اعتراف کیا ہے کہ پادری فینڈر کا یہ مؤقف عیسائی مشنریوں کے کام میں مہمیز کا کام کرتا تھا اور مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے نہ صرف اسے ردّ کیا بلکہ عیسیٰؑ کے مزار کی دریافت کا اعلان کر کے اس روایتی عقیدہ کا ردّ کیا جس کے مطابق مسلمان بھی عیسیٰؑ کو زندہ مانتے تھے۔

(Debates on Jesus and Muhammad in Europe, India and Pakistanby Dr Jan Slomp, مشمولہ مجموعہ مضامین بیاد David Kerr بعنوان, World Christianity in Muslim Encounter, Continuum Publishing House 2009)

پادری فینڈر کی کتاب ’’میزان الحق‘‘ عیسائی پادریوں کا سب سے بڑا ہتھیار تھی۔ اس حقیقت کا بیان ہمیں مشہور جرمن نژاد عیسائی محققہ اور مصنفہ Christine Schirrmacher کی اس تحریر سے ملتا ہے:

"mizan al-haqq, the standard work of encounter between Christianity and Islam, was used by generations of Christian missionaries as an aplogetic tool to refute Islam, and for this reason it was reprinted many times up until present...and these reprints are still used today for missionary activities among Muslims"

(ترجمہ: میزان الحق عیسائی مسلم مقابلہ میں ایک مسلمہ دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے اور اسے عیسائی پادریوں نے نسلوں تک مباحثہ میں ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ یہ متعدد مرتبہ طبع ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہوتی ہے۔ اسے آج بھی عیسائی تبلیغ کے میدان میں مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے)۔

(The Islamic View of Major Christian Teachings, by Christine Schirrmacher, World Evangelical Alliance 2008)

یعنی پادری فینڈر کا حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کر کے مسلمانوں کو بہکانے کا گُر عیسائی منادوں کی سرگرمیوں کی جان تھی۔ ایسے میں ’’عیسیٰ کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی حیات ہے‘‘ وہ انقلاب انگیز بیان تھا جو صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں آنے والے کاسر صلیب ہی کے منہ سے ادا ہونا تھا اور اس کے ساتھ ہی کسر صلیب کے عظیم الشان کام کی بنیاد رکھی جانی تھی۔

بالعموم پادریوں یا مستشرقین کو اس بات میں زیادہ دلچسپی ہوتی ہے کہ حیات مسیح کو قرآن کریم سے ثابت کیا جائے اور مسلمانوں کی اس غلط تشریح کو درست ثابت کیا جائے۔ مگر Bishop Kenneth Cragg اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے کہ:

حضرت مرزا صاحب (علیہ السلام) نے حیات مسیح اور مسیح کی آمد ثانی سے وابستہ روایتی مسلم عقائد کو رد کیا کیونکہ ’’یہ عقائد روایات پر مبنی تھے، قرآن پر نہیں‘‘۔

(Call of the Minaret, Bishop Kenneth Cragg, p224, One World Publications Oxford 2008)

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور آپ کی تبلیغ کا ہی ثمرہ ہے کہ پادری حضرات بھی، جن کی زندگی کا مقصد عیسائیت کی برتری ثابت کرنا اور حیات مسیح کا پرچار کرنا ہے، وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ حیات مسیح کا عقیدہ جو بھی ہو، قرآنی نہیں۔ مگر افسوس کہ ابھی بھی بعض نام نہاد مسلمان علماء حیات مسیح کو قرآن سے ثابت کرنے کی ناکام کوششوں پر مصر ہیں۔

عیسائی پادریوں سے مقابلے

حضرت مسیح موعودؑ نے جب یہ ثابت کر دکھایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی رو سے وفات یافتہ ہیں، تو آپؑ کو عیسائیوں کی طرف سے تو جو مخالفت کا

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
047- 6212515
0300-7703500

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

ایک تاکیدی ارشاد

’’نمازوں کے اوقات میں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے پوری توجہ نمازوں کی طرف رکھو۔ تمہارے کام یا تمہارے دوسرے عذر تمہیں نمازیں پڑھنے سے نہ روکیں۔ کام کی خاطر نماز کو نہ چھوڑو بلکہ نماز کی خاطر کام کو چھوڑو۔ ورنہ یہ بھی ایک مخفی شرک ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/اپریل 2005ء)

سامنا ہوا سو ہوا، خود مسلمان بھی آپ کے دشمن بن بیٹھے۔ اس صورتحال میں آپؑ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اس جہاد کا عملی نمونہ بن گیا جو اس دور کا افضل ترین جہاد تھا۔ کیا تحریر اور کیا تقریر، کیا حرکت اور کیا سکون، کیا سفر اور کیا حضر، آپؑ ہمہ وقت باطل عقائد کے مقابلہ پر کمربستہ رہے۔

معروف مستشرق Wilfred Cantwell Smith نے اپنی مشہور تصنیف Modern Islam in India میں صفحہ 298 پر لکھا ہے کہ:

’’احمدیت کا ظہور انیسویں صدی کے آخر میں ہوا جب اسلامی معاشرہ شکست و ریخت کا شکار تھا، نئی تہذیبیں زور پکڑ رہی تھیں۔ احمدیت تازہ تر رویوں کے ساتھ عیسائی پادریوں اور علیگڑھی اسلام کے خلاف ایک یلغار کی صورت نمودار ہوئی۔ احمدیت کی یلغار عیسائیت، عیسائی تبلیغی سرگرمیوں، اور سر سید احمد خان کی مغرب پرستی اور اسلام کی شکست و ریخت کے خلاف تھی‘‘۔ (ترجمہ از انگریزی)

پس خدا کا یہ پہلوان اس چومکھی لڑائی میں ہر اس طاقت کے خلاف نبرد آزما رہا جو اللہ تعالیٰ کی توحید کے منافی تھی۔ آپ نے اسلام کو مغربی فلسفہ یا عمرانیات کی کسوٹی پر قابل قبول ثابت کرنے کی نام نہاد اسلامی کوششوں کے مقابل پر قرآن کریم اور احادیث نبویؐ، یعنی اسلام کی بنیادی تعلیمات کے ذریعہ اسلام کی حقانیت کو ثابت فرمایا۔

یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ آپ کسی دھڑے، کسی ادارے، کسی تنظیم، کسی حکومت یا کسی حکومت نواز ادارے سے منسلک نہیں تھے۔ آپ تنہا تھے۔ پھر دنیوی حالت یہ کہ باضابطہ تعلیم نہ ہونے کے برابر۔ ملازمت کا بہت مختصر تجربہ۔ مالی حالات مخدوش۔ تمام وقت خلوت نشینی کی نذر۔ جو باہر سے دیکھنے والے کے لئے محض خلوت نشینی ہے مگر جہاں گہرا دینی مطالعہ، استغراق، ہمدردیٔ اسلام اور عبادات کے بے مثال نمونے قائم ہوئے۔ انگریز کے ساتھ جذبہ خیر خواہی کے علاوہ اور کوئی ذاتی سطح کے گہرے مراسم نہیں۔ یہ خیر خواہی بھی محض دین کی بنیاد پر تھی کہ انگریز مذہبی آزادی دیتے تھے اور یوں اسلام کی تبلیغ اور اسلامی طرز پر زندگی کو بسر کرنا آسان تھا۔ دنیوی لحاظ سے کوئی وجہ شہرت نہیں۔ سکونت کسی دہلی، کسی علیگڑھ یا کسی کلکتہ، یا کسی بمبئی، کسی بریلی میں نہیں۔ بلکہ ایک ایسے قصبہ میں جسے صرف وہی لوگ جانتے ہوں گے جنہیں اس شہر کی منڈی یا شہر کے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا۔ پھر مالی لحاظ سے وہ بے سروسامانی کہ ایک پمفلٹ شائع کروانا ہے تو چندہ درکار ہے، اور چندہ کی بظاہر کوئی صورت نہیں۔ توکل ہے تو اللہ جلّ شانہٗ پر اور اس کے اس الہام پر کہ ’’اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘۔ دیگر اشخاص تو تحریکات سے وابستہ تھے۔ مکاتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ انگریز طبقہ اشرافیہ سے گہرے مراسم کے حامل تھے۔ مغربی تعلیم سے آراستہ تھے۔ ان کی تحریکات، ان کے خزانے، ان کی پشت پر بڑی طاقتوں کے ہاتھ انہیں منزل پر نہیں پہنچا سکے۔ اسلام کی فلاح کا کوئی پیغام کارگر ہوا تو میرے آقا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا۔ یہ ثبوت آپؑ کی صداقت کا کیا کم ہے؟

عیسائی پادریوں کا ردّ عمل

پھر یہ دیکھئے کہ دوسری طرف ردعمل کیا ہے۔ ساری عیسائی طاقت ایک طرف اور یہ خدا کا پہلوان ایک طرف۔ مگر مخالف کیمپوں میں ایک کھلبلی محسوس ہوئی۔ عیسائی پادریوں کو اپنی تمام تر حکمت عملی پر نظر ثانی کرنا پڑی۔ اب تک مسلمان حلقوں کی طرف سے جو بھی ردعمل سامنے آیا اس میں حضرت عیسیٰؑ کو زندہ ہی تصور کیا گیا، اور یہی عیسائی تبلیغ کی جان تھی۔ مگر اب جو جواب حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی طرف سے سامنے آیا، اس نے عالم عیسائیت میں بے چینی پھیلا دی۔

آگے چل کر ہم دیکھیں گے اور ثابت کریں گے کہ کس طرح Protestant چرچ کے مرکزی بین الاقوامی اجلاسات میں جماعت احمدیہ مسلمہ کو عیسائیت کے عقائد کے لئے ایک خطرہ کے طور پر دیکھا گیا اور زیر بحث لایا گیا۔ سردست ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عیسائی مبلغین نے تمام عالم اسلام سے اگر کسی جواب کو قابل ذکر سمجھا ہے تو وہ کون سا جواب ہے۔

مشہور و معروف جرمن عیسائی محقق اور مسیحی پادری Julius Richter لکھتے ہیں:

’’ہندوستان بھر میں اگر کہیں اسلام میں زندہ رہنے کی رمق نظر آئی ہے تو وہ صرف .U.P اور پنجاب ہیں، اور ان مقامات پر بھی اس کا مرکز سر سید احمد خان اور مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام۔ ناقل) ہیں‘‘۔

(Julius Richter D. Theo. D.D., A History of Missions in India, Translated to English by Sydney H. Moore, Oliphant Anderson & Ferrier, Edinburgh and London 1908)

یہ دو ردّعمل ہی ہیں جو عیسائیوں کے لئے قابل ذکر ہیں۔ مگر ان دونوں میں سے بھی سر سید احمد خان کے ذکر پر مصنف نے ایک پیراگراف لکھ کر باقی کا تمام باب حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کو بیان کرنے پر صرف کیا۔ سر سید احمد خان سے تو ظاہر ہے کہ عیسائیت کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔ مگر حضرت مرزا صاحبؑ کی تعلیمات نے عیسائی مذہب کی بنیاد ہلا کر رکھ دی۔ سو اس مضمون میں بھی مصنف کی وہ نفرت صاف عیاں ہے جو اس کے دل میں حضرت مسیح موعودؑ کے لئے تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ حضورؑ کی غیر معمولی شخصیت اور آپؑ کی تعلیمات کی غیر معمولی تاثیر کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ اپنے اس مضمون میں وہ یوں رقمطراز ہے:

"Ghulam is a remarkable man. He writes clever books, and in such elegant Urdu, Persian and Arabic that he is able to challenge his opponents in the most graceful Arabic literary articles to admit or to disprove his divine mission; besides this he has also inaugurated an English Magazine, *The Review of Religions*, the lengthy pages of which he fills almost singlehanded. He has not only read the Old and New Testaments thoroughly, but is likewise acquainted with certain apocryphal works such as e.g., the "*The Gospel According to St. Barnabas*", and with novels such as that of the Russian author, Nicholas Notovitch, the "*The Unknown Life of Christ*")

(بحوالہ محولہ بالا کتاب Julius Ritcher DD,)

(ترجمہ: غلام احمد (علیہ السلام) ایک غیر معمولی آدمی ہیں۔ وہ ذہانت پر مبنی کتب لکھتے ہیں اور وہ بھی ایسی پر اثر اردو، فارسی اور عربی میں کہ وہ اپنے مخالفین کو انتہائی اعلیٰ عربی میں چیلنج دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی پایہ کی زبان میں جواب دے کر ان کے الٰہی مشن کے مقابلہ پر آئیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک انگریزی رسالہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ بھی جاری کر رکھا ہے جس کے بیشتر صفحات وہ اکیلے ہی تحریر کرتے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید اچھی طرح پڑھ رکھا ہے بلکہ دیگر عیسائی غیر مصدقہ لٹریچر مثلاً برنباس کی انجیل، نیز ادب مثلاً روسی مصنف نکولس ناٹووچ کا ناول ’’مسیح کی نامعلوم زندگی‘‘ کا بھی مطالعہ کر رکھا ہے)۔

اس سے پہلے کہ ہم عیسائی منّادوں کے ساتھ حضرت اقدسؑ کے مقابلہ کا تذکرہ کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیکھا جائے کہ اس وقت اس سلسلہ میں دیگر مسلمان کیا کوشش کر رہے تھے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قبل عیسائی منادوں کے مقابلہ کی کوششیں

عیسائیوں سے مناظرہ کے سلسلہ میں حضرت اقدسؑ کے علاوہ جو واحد قابل ذکر نام ملتا ہے وہ رحمت اللہ کیرانوی صاحب کا ہے۔

رحمت اللہ کیرانوی (1818-1891) نے 1854ء میں آگرہ کے مقام پر چرچ مشن سوسائٹی کے نمائندہ، جرمن نژاد پادری C G Pfander (1803-1865) کے ساتھ مناظرہ کیا۔ یہ مناظرہ صرف دو دن جاری رہا۔ اس مناظرہ کے لئے جو موضوعات طے پائے تھے، وہ یہ تھے: عقیدۂ تثلیث، قرآن کا الہامی ہونا اور رسالت حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ مگر دونوں دن بات صرف انجیل کے محرف ہونے سے آگے نہ بڑھ سکی۔ الٰہیات اور عقائد، کیا عیسائی اور کیا اسلامی، زیر بحث نہ آئے۔ تاہم تمام مناظروں کی طرح فریقین اپنی اپنی فتح کا اعلان کرتے رہے۔ یہ واحد قابل ذکر ہے جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہوا۔

یہاں یہ بات بھی قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگی کہ رحمت اللہ کیرانوی صاحب، یعنی حضرت مسیح موعودؑ سے قبل عیسائی پادریوں کے فتنہ کو اسلام کے لئے ایک خطرہ سمجھنے والا واحد شخص، اس سنگین صورتحال میں اس خیال کا اظہار کرتا ہے کہ یہ یقیناً امام مہدی اور مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے۔

ظہور مسیح موعود علیہ السلام

پھر حضرت مسیح موعودؑ کا ظہور ہوتا ہے۔ 1889ء سے لے کر 1891ء کا زمانہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے اعلان دعویٰ کا زمانہ ہے۔ اس دوران بھی کسر صلیب کا کام مسلسل جاری رہا۔ مگر 1893ء میں وہ مرحلہ آیا جہاں مسیح موعودؑ اور صلیب آمنے سامنے کھڑے پائے گئے۔ یہ اسلامی تاریخ کا وہ زمانہ تھا جس کی پیش گوئی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ عیسائی پادریوں کی شوخی اس درجہ بڑھ گئی کہ وہ علی الاعلان کہتے پھرتے تھے کہ کون ہے مسلمانوں میں جو ان کے عقائد کا مقابلہ کر سکے۔ کوئی ہے تو سامنے آئے۔ مسلمان جابجا پھرتے، نام نہاد علماء و مشائخ اور انجمنوں کا دروازہ کھٹکھٹاتے، مگر کوئی نہ تھا جو اسلام کا دفاع کرتا۔ زبانی کوئی جو مرضی دعوے کرتا پھرے، مگر عملاً حالت یہی تھی کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں، ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدیں

کثرتِ اعدائے ملت اور قلتِ انصارِ دیں کوئی افسانوی یا شاعرانہ خیال نہ تھا بلکہ حالات زبان حال سے اسی کے غماز تھے۔ ایسے میں حضرت مسیح موعودؑ اس بے قراری اور تڑپ کا شکار ہوتے ہیں جو کہیں اور نہ ملتی تھی نہ مل سکتی تھی۔ آپؑ نے جو فرمایا کہ ؎

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے میرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار

تو یہ ملت اسلام کے کس درجہ درد میں لکھا ہوگا، اس کا اندازہ آپ کی شبانہ روز کوششوں سے ہوتا ہے، اور اس سے بھی بڑھ کر ان دعاؤں سے ہوتا ہے جو آپ نے دین اسلام کی سربلندی کی خاطر مانگیں۔

(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

ماہنامہ ’’تحریک جدید‘‘ ربوہ ستمبر 2009ء میں مکرم مولانا عبدالوہاب صاحب (امیر جماعت احمدیہ غانا) کے قلم سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے متعلق چند یادیں شامل اشاعت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970ء میں غانا کا پہلا دورہ فرمایا۔ جب آپ اکرا کے ایئرپورٹ پر پہنچے تو استقبال کرنے والے ہزاروں احمدیوں میں وزیر ٹرانسپورٹ اینڈ کمیونیکیشن بھی شامل تھے۔ اُن کے ساتھ ایک غیراز جماعت دوست Hon. B. K. Adama بھی تھے جو اُس وقت وزیردفاع تھے۔ غانا میں چیف صاحبان جب گھر سے نکلتے ہیں تو اُن کے احترام کی علامت کے طور پر کوئی شخص اُن کے اوپر چھتری تان کر رکھتا ہے۔ اسی سوچ کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہم نے ایک چھتری تیار کروائی تھی۔ وزیردفاع جناب Adama صاحب نے شدید اصرار کرکے وہ چھتری خود پکڑی اور اپنے منصب کی پرواہ کئے بغیر یہ چھتری پکڑنا اپنے لئے اعزاز سمجھا۔

غانا میں اتوار کو تعطیل ہوتی ہے اور غانا کے صدر اُس روز کسی سے نہیں ملتے۔ جب حضورؒ تشریف لائے تو وہ بھی اتوار کا دن تھا۔ غانا کے صدر مملکت H.E. Hilla Liman تھے جنہوں نے ہماری یہ درخواست بخوشی منظور کرلی کہ حضورؒ کی تشریف آوری کے بعد حضورؒ کے ساتھ اُن کی ملاقات اتوار کو ہی ہوجائے۔ اسی طرح واپسی کے وقت بھی ایسا ہوا کہ حضورؒ نے ہفتہ کے روز روانہ ہونا تھا۔ جبکہ جمعہ سالٹ پانڈ میں پڑھانا تھا اور کسی قدر تاخیر سے جمعہ کو واپس اکرا پہنچنا تھا۔ حضورؒ کی خواہش تھی کہ روانگی سے قبل صدر مملکت سے مل کر اُن کا شکریہ ادا کرکے جائیں۔ جب صدر مملکت سے اس بات کا ذکر ہوا تو انہوں نے فراخ دلی سے کہا کہ مَیں انتظار کروں گا، جب بھی اکرا پہنچیں تشریف لے آئیں۔ چنانچہ صدر مملکت رات دس بجے تک انتظار کرتے رہے۔ پھر حضورانور نے رات کو شرف ملاقات بخشا۔

غانا میں جب فوجی انقلاب آیا تو ملک کے موجودہ اور سابق سربراہان کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ صرف H.E. Hilla Liman کو کچھ نہیں کہا گیا۔ میرا ذوق یہی کہتا ہے کہ انہوں نے چونکہ حضورؒ کی بے حدعزّت افزائی کی تھی اس لئے اُن کی نیکی کی یہ جزائے خیراللہ تعالیٰ نے دی۔

غانا کے شمالی گاؤں Salaga میں جماعت نے اپنا سیکنڈری سکول کھولا تو لوگ سیکولر تعلیم کے حق میں نہیں تھے۔ احمدی مبلغین نے تین ماہ اُن کے درمیان رہ کرانہیں سیکنڈری سکول کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ فوجی انقلاب کے بعد حکومت نے وہاں ایک اور سکول کھولنے کا فیصلہ کیا۔ اس پر ہمیں پریشانی ہوئی کہ اتنے تھوڑے پڑھنے والوں کے لئے اگر ایک اَور سکول کھلتا ہے تو شاید ہمیں اپنا سکول بند کرنا پڑے۔ خاکسار نے متعلقہ افسر سے معاملہ سلجھانے کے لئے ملنے کی کوشش کی لیکن جب بھی گیا اُسے شراب میں دھت پایا۔ اس پر سارے حالات حضورؒ کی خدمت میں تحریر کردیئے تو حضورؒ نے بذریعہ تار جواباً فرمایا: "We will run it ourselves by the Grace of Allah"۔ چنانچہ جماعت نے دس سال تک بغیر کسی مدد کے یہ سکول چلایا اور پھر حکومت نے اس کا معیار دیکھ کر سرکاری امداد بھی شروع کردی۔ یہ وہی سکول ہے جس کے حصہ میں یہ تاریخی اعزاز بھی آیا کہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دو سال تک اس کے پرنسپل رہے۔

حضورؒ نے دورہ کے دوران کماسی یونیورسٹی میں خطاب بھی فرمایا۔ خطاب کے بعد سوالات کئے گئے جن میں سے ایک یہ تھا کہ مذہبی دنیا میں آپ کا کیا مقام ہے؟ آپؒ نے بے ساختہ فرمایا: "I am the humblest of the humble"۔

ایک صحافی نے پوچھا کہ دنیا میں امن قائم کرنے کا کیا طریق ہے؟ حضورؒ نے فرمایا: "Man should love man"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جب مجلس نصرت جہاں کا آغاز فرمایا تو غانا کے امیر مکرم مولانا بشارت احمد بشیر صاحب سے فرمایا کہ ٹیچی مان میں ہسپتال کھولیں۔ یہ ہسپتال ابتدائی طور پر ایک احمدی کے مکان میں کھولنا تھا جس کے لئے مردان سے مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب وہاں پہنچے۔ اس پر ٹیچی مان کے عیسائیوں نے احتجاج کیا اور وزارت صحت کو لکھا کہ یہاں پہلے ہی دو ہسپتال کام کررہے ہیں، تیسرا کھولنے کی ضرورت نہیں۔ ادھر خدا تعالیٰ نے یہ معجزہ دکھایا کہ ایک ہسپتال کا ڈاکٹر اچانک بیمار ہوکر فوت ہوگیا جبکہ عیسائی ہسپتال کا ڈاکٹر بھی اتنا بیمار پڑا کہ مریض دیکھنے کے قابل نہ رہا۔ ایسے میں عیسائیوں کے ہسپتال میں ایک ایمرجنسی کیس آیا تو وہاں کی یورپین نرسیں احمدی ڈاکٹر کے پاس آئیں کہ وہ وہاں آکر مریض کو اٹینڈ کرلیں۔ پہلے تو ہمارے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اس معاملہ میں پہلے ہی بہت ٹینشن ہے اس لئے مَیں نہیں آسکتا۔ لیکن پھر نرسوں کے اصرار پر ڈاکٹر صاحب عیسائیوں کے ہسپتال چلے گئے اور مریض کا علاج کیا تو اُس کی جان بچ گئی۔ جب وزارت صحت کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے عیسائی ہسپتال والوں کو لکھا کہ پہلے آپ سمجھتے تھے کہ تیسرے ہسپتال کی ضرورت نہیں لیکن اب آپ نے احمدی ڈاکٹر کو بلاکر عملاً ثابت کردیا ہے کہ ہسپتال کی ضرورت موجود ہے۔ چنانچہ احمدیہ ہسپتال کا افتتاح عمل میں آیا جس کی افتتاحی تقریب میں حکومت نے ایک وزیر کو بھی بھیجا۔

احمدی خواتین کا تعلق باللہ اور عشق رسولؐ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 20/جولائی 2009ء میں احمدی خواتین کے تعلق باللہ اور عشق رسول ﷺ کے حوالہ سے مکرمہ ب۔ بشیر صاحبہ کا مضمون شائع ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’مجھ سے خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے اور مجھ سے ہی نہیں جو شخص میری اتباع کرے گا اور میرے نقش قدم پر چلے گا اور میری تعلیم کو مانے گا اور میری ہدایت کو قبول کرے گا خدا تعالیٰ اس سے بھی باتیں کرے گا...... لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہوجائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتَو ہوگا۔‘‘ (ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن جلد13 ص475)

☆ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے بارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ آپ کی نیکی اور دینداری کا مقدم ترین پہلو نماز اور نوافل میں شغف تھا۔ پانچ فرض نمازوں کا تو کیا کہنا۔ حضرت اماں جانؓ تہجد اور نماز اشراق کی بھی بے حد پابند تھیں اور انہیں اس ذوق وشوق سے ادا کرتیں کہ دیکھنے والے دل میں ایک خاص کیفیت محسوس کرتے۔ بلکہ ان نوافل کے علاوہ بھی جب موقع ملتا نماز میں دل کا سکون حاصل کرتی تھیں۔ مَیں پوری بصیرت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیارا قول کہ ’’میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے‘‘ یہی کیفیت حضرت اماں جان کو اپنے آقا سے ورثہ میں ملی تھی۔ یہاں تک کہ چھٹی کے دنوں میں بھی نماز کا وقت باتوں میں ضائع نہیں فرماتی تھیں بلکہ مقررہ اوقات میں تنہا ٹہل کر دعا یا ذکرالٰہی کرتی تھیں۔ دعاؤں میں بہت شغف رکھنے والی تھیں۔ آپ کبھی بھی نماز جلدی جلدی ادا نہیں فرماتی تھیں۔ نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی بہت دعائیں کرتی تھیں۔ اپنی اولاد اور ساری جماعت کے لئے جسے وہ اپنی اولاد کی طرح ہی سمجھتی تھیں بڑے دردوسوز کے ساتھ دعا فرماتی تھیں۔ اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے آپ کے دل میں غیرمعمولی تڑپ تھی۔ اپنی ذاتی دعاؤں میں جو دعا سب سے زیادہ آپ کی زبان مبارک پر آتی وہ یہ مسنون دعا تھی: ’’یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ‘‘۔

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کی یہ تمام عبادت و ریاضت ان مصروفیات کے باوجود تھی جو گھر کے اعلیٰ انتظام اور مہمانداری کے سلسلے میں روز وشب جاری رہتی تھیں۔ ابتدا میں کافی عرصہ تک آپ خود ہی تمام مہمانوں کے لئے جو کبھی کبھار تعداد میں 100 بھی ہوجاتے تھے کھانا پکاتی تھیں اور کئی مہمانوں کے مزاج کے مطابق الگ کھانا بھی پکوالیتیں۔

☆ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی عبادت کا اپنا انداز تھا فرماتی ہیں: ’’میں نے سجدے مخصوص کئے ہوئے ہیں اور اس میں ایک سجدہ تو اس حصہٗ جماعت کے لئے بھی مخصوص ہے جس نے کبھی مجھے دعا کے لئے لکھا بھی نہیں تھا‘‘۔ آپ بلاناغہ عشاء کے بعد قرآن مجید کی تلاوت فرماتیں اور رات کو بارہ بجے کے بعد ہی عموماً سوتیں۔ چار سال کی عمر سے ہی تہجد پڑھ رہی تھیں۔ ظاہری شان وشوکت تو اللہ تعالیٰ کی ودیعت تھی۔ لیکن باطنی طہارت و مجاہدات میں آپ کا اپنا عمل دخل تھا۔ آپ نے اپنے نفس کو کچل دیا تھا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ ’’میری تو یہ حالت ہے کہ بستر پر کروٹ بدلتی ہوں تو ہر کروٹ پر احباب جماعت کے لئے دعا کرتی ہوں‘‘۔

☆ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے متعلق اُن کی بیٹی مکرمہ فوزیہ شمیم صاحبہ رقمطراز ہیں: ’’خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ ایک دفعہ میں نے کہہ دیا کہ آجکل لوگوں نے رسولؐ خدا کی محبت کو بھی حد سے متجاوز کردیا ہے۔ یہ سن کر آبدیدہ ہوگئیں اور کہنے لگیں یہ نہ کہو بعض وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی خدا کے برابر لگنے لگتی ہے۔...... خدا تعالیٰ کی ذات پر بے انتہا توکل تھا۔ دعاؤں پر بیحد یقین تھا۔ صحت کی حالت میں گھنٹوں عبادت میں گزارتیں۔ حضرت مسیح موعودؑ چار سال کی عمر میں آپ کو اپنے مولیٰ کے سپرد کرگئے اور حقیقۃً ساری زندگی اپنے مولا کی گود میں رہیں۔ بسا اوقات کسی چیز کی خواہش کرلیتیں اور وہ غیب سے آجاتی۔ پھر تحدیث نعمت کے طور پر بار بار اس کا ذکر کرتیں اور خوش ہوتیں۔ غیراللہ پر بھروسہ کرنے سے سخت نفرت تھی۔‘‘

☆ حضرت سیدہ سعیدۃ النساء صاحبہؓ (والدہ حضرت سیدہ امّ طاہر صاحبہؓ) کے بارہ میں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: آپؓ نے بچپن سے آخر عمر تک اپنی زندگی عبادت الٰہی میں گزاری۔ بچپن اور جوانی میں اپنوں اور دوسروں میں پارسا کے لقب سے مشہور تھیں۔ بیعت کے بعد آپ کی عبادت اور ذکر الٰہی کی کیفیت پانی کی مچھلی کی سی تھی۔ آپؓ دن رات انتھک دعائیں اور ذکر الٰہی کرنے والی اور تقویٰ اور طہارت کا بہترین اسوہ تھیں۔ رات کو بارہ ایک بجے کے بعد آپؓ بیدار ہوجاتیں اور صبح تک عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں۔ دن رات کا بڑا حصہ عبادت و ذکر الٰہی میں بسر ہوتا۔ سخت بیماری کی حالت میں بھی آپؓ ایسا ہی کرتیں۔ جب گھر میں کوئی حکم الٰہی کا ذکر کرتا کہ اپنی طاقت سے بڑھ کر اپنی جان کو تکلیف نہ دو تو فرماتیں: میری جان کو تو اس سے راحت ہوتی ہے۔ آخری مرض تک باجماعت نماز ادا کرتی رہیں۔ کئی کئی گھنٹے کی عبادت سے بھی تھکاوٹ محسوس نہ کرتیں۔ آپ دوسروں کو بتاتیں کہ نماز تو وہ ہوتی ہے جب انسان عرش معلیٰ پر جاکر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرے۔ مَیں نماز سے سلام نہیں پھیرتی جب تک میری روح اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ نہیں کرتی اور جب یہ حالت ہوتی ہے تو مَیں اس وقت اسلام اور ساری جماعت احمدیہ کے لئے دعاؤں میں لگ جاتی ہوں۔

آپؓ بیعت سے پہلے بھی صاحب حال تھیں۔ پیغمبروں، اولیاء اور فرشتوں کی زیارت کرچکی تھیں۔ خواب میں دیکھنے سے حضرت صاحب پر ایمان پیدا ہوگیا تھا اور مجھ سے کہا کہ مجھے تین ماہ کی رخصت لے کر قادیان جانا چاہئے اور سخت بیقراری ظاہر کی کہ ایسے مقبول شخص کی صحبت سے جلدی فائدہ اٹھانا چاہئے، زندگی کا اعتبار نہیں۔ آپؓ کے اصرار پر مَیں تین ماہ کی رخصت لے کر مع اہل وعیال قادیان پہنچا۔ حضرت صاحب کو کمال خوشی ہوئی اور حضورؑ نے اپنے قریب کے مکان میں جگہ دی۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ سے فرمایا کہ یہ آپ کا گھر ہے آپ کو جو ضرورت ہو بغیر تکلّف مجھے اطلاع دیں۔ آپ کے ساتھ ہمارے تین تعلق ہیں ایک تو آپ ہمارے مرید ہیں، دوسرے آپ سادات

سے ہیں تیسرا ایک اور تعلق ہے۔ یہ کہہ کر حضور خاموش ہوگئے۔ والدہ صاحبہ کو اس آخری فقرہ سے حیرانگی سی ہوئی اور ڈاکٹر صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ اس وقت ابھی ہمشیرہ مریم بیگم صاحبہ پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کوئی روحانی تعلق ہوگا۔ لیکن حضور کا یہ قول ظاہری معنوں میں بھی ایک لمبے عرصہ کے بعد پورا ہوگیا ہمشیرہ سیدہ مریم بیگم صاحبہ کی ولادت اور پھر ان کے رشتہ کی وجہ سے۔

☆ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ (امّ طاہر صاحبہؓ) گوناگوں صفات حسنہ سے مالا مال تھیں ہر ایک اعلیٰ خُلق ان میں نمایاں طور پر نظر آتا تھا۔ گویا مجسمۂ حسن خُلق تھیں۔ خوش خلقی، تقویٰ، زُہد، مخلوق خدا سے پیار غرض کون سی ایسی خوبی تھی جو اُن کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے ودیعت نہیں فرمائی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ زُہد و تقویٰ میں بہت بلند مقام پر فائز تھیں۔ بہت دعا گو، عبادت گزار، قرآن مجید کی عاشق صادق تھیں۔ ظاہری اور باطنی دونوں احترام ملحوظ رکھتیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں نثار، حضرت مسیح موعودؑ کی فدائی تھیں۔ تلاوت اور درود شریف سے خاص شغف تھا۔ نماز بہت اہتمام سے ادا فرماتیں۔ تلاوت قرآن کریم اہل زبان کے تلفظ سے کرتیں۔ جب بھی موقعہ ملتا حضرت اقدسؑ کی کتب پڑھتیں۔

مکرمہ کلثوم بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کا بیان ہے کہ حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہؓ نے مجھے بتایا کہ ’’میرا بیٹا طاہر احمد خلیفہ ہوگا‘‘۔ لیکن آپا جان نے یہ بھی مجھے کہا کہ ’’یہ راز کی بات ہے میں آگے کسی سے ذکر نہ کروں۔‘‘ چنانچہ صاحبزادہ صاحب کے خلیفہ منتخب ہونے پر مَیں نے یہ بات حضرت صاحب کی خدمت میں تحریر کی۔

مکرمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ بیگم محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب رقمطراز ہیں: ’’آپا جان بہت عبادت گزار اور تہجد گزار تھیں۔ آپ کی دعاؤں میں بہت درد تھا۔ بعد نماز فجر نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت کرتیں۔ رمضان شریف میں عبادت کا رنگ قابل رشک تھا۔ کئی شب روزہ دار افراد کو اپنے ہاں رکھتیں۔ موسم گرما کی ایک رات ناقابل فراموش ہے۔ جب آپا جان اور عائشہ پٹھانی اہلیہ مولوی غلام رسول صاحب معمولاً تہجد میں درد بھری دعائیں کر رہی تھیں کہ میں نے دیکھا کہ چندھیا دینے والی روشنی سے ہمارا صحن منور ہوگیا ہے۔ مجھے خیال آیا کہ یہ لیلۃ القدر کی روشنی ہے۔ میں نے لیٹے لیٹے شور مچا دیا کہ میرے لئے بھی دعا کریں۔ عائشہ پٹھانی نے بعد میں مجھے بتایا کہ یہ روشنی مجھے نظر آئی تھی اور مَیں اس وقت میاں طاہر احمد صاحب کے لئے دعا کر رہی تھی۔ آپا جان کہتی تھیں کہ رشید کے بولنے نے مجھے سب کچھ بھلا دیا اور میں نے اس کے لئے دعا کرنی شروع کر دی۔ میں بھی یہ روشنی دیکھ رہی تھی جو چند سیکنڈ رہی اور مجھے ہنستے ہوئے کہا کہ جب تم نے یہ نظارہ دیکھا تھا تو تم نے خود اٹھ کر دعا کیوں نہ کی...... آپا جان کی قبولیت دعا کے بہت سے واقعات ہیں۔ مثلاً ایک خاتون دعا کے لئے کہنے بالعموم روز آتی۔ اس کی شادی پر بارہ سال گزر چکے تھے اور وہ اولاد کی نعمت سے محروم تھی اور وہ اپنے اس یقین کا اظہار کرتی کہ ’’آپ دعا کریں تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے گا۔ آپ دعا کرنے کا وعدہ کریں‘‘۔ آپ نے وعدہ کرلیا آپ خود بھی دعا کرتیں اور عموماً روزانہ حضورؓ سے بھی کہتیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹی عطا کی۔

☆ حضرت حسین بی بی صاحبہؓ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کی والدہ تھیں۔ انہوں نے عبادات اور زہد و تقویٰ کے باعث اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا اور رؤیا و کشوف کی نعمت سے سرفراز ہوئیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قبول احمدیت سے قبل آپ کو رؤیا میں حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کروائی اور آپ کی قبول احمدیت کی طرف راہنمائی فرمائی چنانچہ آپؓ نے اپنے خاوند سے پہلے ایمان لانے کی توفیق پائی۔

حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ لکھتے ہیں: ’’مجھے خوب یاد ہے کہ ہمارے بچپن میں جب بھی طاعون کا دورہ شروع ہوتا تو والدہ صاحبہ کو قبل از وقت خواب کے ذریعہ اس کی اطلاع دی جاتی اور وہ اُسی وقت سے دعاؤں میں لگ جاتیں اور پھر افاقہ کی صورت ہوتی تو بھی خواب کے ذریعہ انہیں اطلاع دی جاتی۔ اسی طرح ہمارے متعلقین میں خوشی اور غم کے مواقع پر انہیں قبل از وقت خبر دی جاتی۔ سلسلہ کے اور بعض اوقات دنیا کے بڑے بڑے واقعات سے بھی انہیں اطلاع دی جاتی۔ باوا جھنڈا سنگھ صاحب ریٹائرڈ سینئر جج نے میرے پاس بیان کیا کہ جب 1936ء کی گرمیوں میں مَیں شملہ میں ٹھہرا ہوا تھا تو ایک دن تمہاری والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ قصور میں ہیضہ کی خبر ملنے پر مجھے بہت تشویش تھی اور مَیں بہت دعا کر رہی تھی۔ رات مجھے خواب میں بتایا گیا کہ ایک ہفتہ کے بعد قصور میں ہیضہ کی وارداتیں بند ہوجائیں گی۔ باوا صاحب فرماتے تھے مَیں اخباروں میں دیکھتا رہا اور پورے ایک ہفتہ کے بعد قصور میں ہیضہ کی وارداتیں بند ہوگئیں۔

ان کے خواب روز روشن کی طرح واضح ہوتے تھے جو من وعن پورے بھی ہو جاتے۔ انہوں نے خواب میں اپنے میاں حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحبؓ کو فرماتے ہوئے دیکھا کہ ’’میاں مجھے تو جمعہ کے دن چھٹی ہوگی‘‘۔ اس پر والدہ صاحبہ نے مجھ سے فرمایا کہ چھٹی کے لفظ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمعہ کا دن شروع ہوتے ہی رخصت ہوجائیں گے اس لئے ڈاکٹر خواہ کچھ کہیں تم ابھی سے انتظام کرلو اور جمعرات کی شام تک تمام تیاری مکمل کرلو تاکہ ان کے رخصت ہوتے ہی ہم انہیں قادیان لے چلیں...... اپنے بہن بھائیوں کو اطلاع کر دو۔ والد کے کفن کی چادریں منگوا لو۔ صندوق بھی جمعرات کی شام تک تیار کرنے کی تاکید کر دو۔ موٹریں کرایہ پر لے لو اور انہیں ہدایت دیدو کہ نصف شب کے بعد آجائیں۔ میں نے اُن کی ہدایت کے مطابق سب انتظام کردیا۔

اُن کا اللہ تعالیٰ سے براہ راست تعلق تھا اور ’’اِنِّیْ قَرِیْبٌ‘‘ کی آوازیں ان کے کان میں آتی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جو عبارت مرحومہ کے کتبے پر لکھے جانے کا ارشاد فرمایا وہ اعلیٰ درجہ کا تحسین ہے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 12 ستمبر 1992ء کو جلسہ سالانہ جرمنی (مستورات) کے موقعہ پر احمدی خواتین کے تعلق باللہ کے متعلق فرمایا: ’’احمدی خواتین میں بڑی بڑی اولیاء اللہ پیدا ہوئی ہیں۔ بعض ایسی ہیں جن کو خدا تعالیٰ الہامات سے نوازتا رہا ہے۔ کشوف عطا فرماتا ہے۔ سچے رؤیا دکھاتا ہے۔ مصیبت کے وقت ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور قبولیت سے متعلق پہلے سے اطلاع دی کہ یہ واقعہ اس طرح ہوگا اور اسی طرح ہوا۔ یہ وہ آخری منزل ہے جس کی طرف ہر احمدی خاتون کو لے کر ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ تعلق باللہ کے سوا مذہب کی اَور کوئی جان نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عبادت بھی اللہ سے محبت اور تعلق پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے‘‘۔

تعلق باللہ کے اِس مضمون کو حضورؒ نے 31 جولائی 1993ء کو جلسہ سالانہ برطانیہ میں خواتین سے خطاب کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اپنے بندوں پر فرشتوں کا نزول کریں گے اور ابتلاؤں کے زمانہ میں استقامت اختیار کرنے کے نتیجہ میں یہ پھل زیادہ عطا کیا جائے گا۔ نزولِ ملائک کی علامات جماعت احمدیہ میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور صحابہ کے واقعات کثرت سے جماعت کے لٹریچر میں موجود ہیں۔ یہ واقعات محض ماضی کا اور تاریخ کا حصہ نہیں ہیں بلکہ آج خواتین کے خطاب میں، مَیں صرف خواتین کے تعلق باللہ کے واقعات سناؤں گا......‘‘

حضورؒ نے سب سے پہلے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے بعض واقعات سنائے اور ان میں سے کئی تو وہ تھے جن میں آپ نے نہایت کم سنی کی عمر میں تعلق باللہ کا تجربہ حاصل کیا مثلاً ’’حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کا وقت قریب ہے اور حضرت مولانا نورالدین جماعت کے پہلے خلیفہ ہوں گے‘‘۔

اس کے بعد حضورؒ نے بعض بزرگ صحابیات کے رؤیا بیان فرمائے۔ مثلاً اہلیہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی نے اُس زمانہ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ گھوڑے سے گر گئے تھے اور سخت چوٹیں آئی تھیں اور بظاہر زندگی کی امید نہ تھی۔ رؤیا میں دیکھا کہ وہ سخت گھبراہٹ کے عالم میں بے چین ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ظاہر ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تین دن بعد یہ واقعہ ہوگا۔ اس سے ان کو گھبراہٹ ہوئی کہ شاید حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی تین دن باقی رہ گئی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو شفا دی اور تین سال کے بعد آپؓ کی وفات ہوئی۔ اس طرح تین دن سے مراد تین سال تھی۔

محترمہ زرینہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد افضل صاحب آف اوچ شریف نے دیکھا کہ جلسہ سالانہ پر ربوہ گئی ہوں۔ جلسہ گاہ اتنی بھر گئی ہے کہ لوگ دکانوں اور چھتوں پر بیٹھے ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی زیارت کرلوں۔ وہ حضورؓ کے پاس گئیں اور عرض کیا، حضور جلسہ سے خطاب فرمائیں تو حضورؓ نے فرمایا: ’’اب میرا حق نہیں ناصر کا حق ہے‘‘۔

مکرم صوبیدار بدر عالم اعوان صاحب کی بیٹی نے 1974ء میں خواب دیکھا کہ کسی بڑی دعوت کا انتظام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور آپ کی حرم محترمہ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ تشریف لاتے ہیں۔ حضورؒ فرماتے ہیں کہ آج تو ہم آپ کے بلانے پر آئے ہیں مگر پھر شاید نہ آسکیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ نہ ہوں گے تو کون ہوگا؟ فرمایا ’’طاہر‘‘۔ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ نے فرمایا میں پہلے سے ہی اس جہاں میں نہ رہوں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ اس خواب میں صرف ایک بات بیان نہیں کی گئی بلکہ اس کو یقین کے مرتبہ تک پہنچانے کے لئے حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی وفات کا بھی ذکر ہے۔

مکرمہ نعیمہ بیگم صاحبہ نے 1982ء میں خط لکھا کہ ’’چار سال قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ شہر سرگودھا میں احمدیوں کے خلاف جھگڑا ہوا۔ میں کہتی ہوں (خواب میں) ’’میاں طاہر کہاں ہیں؟‘‘ کسی دوسرے نے کہا وہ سیالکوٹ میں ہیں۔ یہاں ہوتے تو جماعت کی خاطر جان لڑا دیتے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بعد امام بننا ہے‘‘۔ حضورؒ نے فرمایا یہ امر واقعہ ہے کہ میں ان دنوں میں ربوہ میں نہیں تھا بلکہ باہر گیا ہوا تھا۔‘‘

محترمہ امۃ النصیر صاحبہ آف کراچی لکھتی ہیں کہ عاجزہ نے 17 سال پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات سے چند سال قبل حضرت امّ ناصر صاحبہ کو خواب میں دیکھا کہ بہت بڑا کمرہ خوبصورت اور روشن ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں آج ناصر دولہا بنا ہے پھر (حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی طرف اشارہ کرکے فرماتی ہیں:) اس کے بعد ان کی باری ہے۔‘‘

محترمہ امۃ الرشید صاحبہ آف ربوہ نے قریباً 1940ء میں خواب دیکھا تھا جس میں ہاتفِ غیبی انہیں بتاتا ہے کہ ’’خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد ہوں گے‘‘۔ انہوں نے یہ خواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بھجوایا تو حضورؓ کا یہ جواب آیا کہ: ’’امام جماعت کی موجودگی میں ایسے رؤیا و کشوف صیغۂ راز میں رہنے چاہئیں۔‘‘

حضورؒ نے ایک خاتون کا یہ خواب بھی بیان فرمایا کہ ’’حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفہ بن گئے ہیں اور ایک لڑکا آتا ہے اور پیچھے آکر سر پر پگڑی رکھ دیتا ہے‘‘۔ حضورؒ نے فرمایا کہ بالکل ایسے ہی ہوا عزیزم میاں لقمان احمد صاحب آئے اور میری ٹوپی اتار کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پگڑی میرے سر پر رکھ دی۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب قانون گو کپورتھلہ کی اہلیہ محترمہ نے 1936ء میں تحریر فرمایا کہ میں دردِ شقیقہ سے شدید بیمار رہتی تھی مجھے آپا جان حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ خواب میں دکھائی دیں۔ ان سے میں نے اپنی تکلیف بیان کی۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو: رَبِّ کُلِّ شَیْءٍ خَادِمُکَ...... وہ بتاتی ہیں کہ خواب ہی میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی اور صبح تک میری تکلیف کا نام ونشان تک نہ تھا۔

حضورؒ نے متعدد خواتین کے خواب سنائے جن میں قبل از وقت خبریں دی گئی تھیں۔ نیز فرمایا کہ جب میں شروع میں انگلستان آیا تو مجھے کئی فکریں تھیں۔ تاہم مَیں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جماعت سے میں نے کوئی گزارہ نہیں لینا۔ جس روز مَیں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا اُس رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ’’تم سے نورالدین کا سا سلوک کیا جائے گا‘‘۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے اللہ تعالیٰ کا ایک خاص سلوک تھا کہ بغیر مانگے اور طلب کئے عین ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ ان کی ہر ضرورت پوری فرما دیا کرتا تھا۔ دوسرے یا تیسرے دن (حضورؒ کی حرم محترم) آصفہ بیگم صاحبہ نے خواب دیکھا اور بڑا مسکرا کر مجھے اپنا خواب سنایا کہ مسجد اقصیٰ میں حضرت مہر آپا صاحبہ مٹھائی تقسیم کر رہی ہیں اور بتاتی ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو بتایا ہے کہ ’’میں تجھے نورالدین بنا رہا ہوں‘‘۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطاب کے آخر میں فرمایا: ’’احمدیت کو ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا ہے اس کے لئے ہمیں بہت زادِ راہ کی ضرورت ہے اور سب سے اچھا زادِ راہ تقویٰ ہے۔ اپنے تقویٰ کی حفاظت کریں......۔ اصل زندگی وہ ہے جس میں خدا کی طرف سے ہم کلام ہونے والے فرشتے نازل ہوں اور وہ کہیں کہ کوئی غم اور فکر نہ کرو۔ یہ خدا کی طرف سے مہمانی ہے۔ ہم اس دنیا میں بھی ساتھ ہیں اس دنیا میں بھی ساتھ ہوں گے۔ ہم نے اتنا متقی بننا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو رؤیا و کشوف کثرت سے ہوں۔ ہم اللہ سے ہم کلامی پائیں اور خدا کے قرب کے نظارے دیکھیں۔ ایک ایسی احمدی نسل اگر آج پیدا ہوجائے تو آنے والے 100 سال کی حفاظت کی ضمانت حاصل ہو جائے گی۔ ...... نسلاً بعد نسلٍ تعلق باللہ کی حفاظت کریں۔ یہ مذہب کی جان ہے۔‘‘

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

10th February 2012 – 16th February 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 10th February 2012

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat
00:45	Japanese Service
00:55	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 30th November 1995
02:50	Tarjamatul Qur'an class: rec. 19th October 1995
04:00	Roohani Khazaa'in Quiz
04:50	Jalsa Salana UK: opening address delivered by Huzoor on 25th July 2008
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:20	Siraiki Service
09:15	Rah-e-Huda: rec. on 4th February 2012
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:10	Spotlight: interview with Chaudhry Shabbir Ahmad
13:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
14:10	Dars-e-Hadith
14:25	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana UK: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah, on 26th July 2008
19:40	Yassarnal Qur'an
20:15	Fiq'ahi Masa'il
20:45	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 11th February 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:40	International Jama'at News
01:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th December 1995
02:15	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Friday Sermon: rec. on 10th February 2012
03:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool
04:25	Rah-e-Huda: rec. on 4th February 2012
06:00	Tilawat
06:15	International Jama'at News
06:50	Al-Tarteel
07:20	Jalsa Salana UK: concluding address delivered by Huzoor on 27th July 2008
08:25	Question and Answer Session: recorded on 29th January 1995. Part 1
09:45	Friday Sermon [R]
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:10	Story Time: Islamic stories for children
12:30	Pakistan in Perspective
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bengali Service
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:05	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:10	Rah-e-Huda [R]

Sunday 12th February 2012

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 10th February 2012
01:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd November 1995
03:00	Friday Sermon [R]
04:15	Story Time: Islamic stories for children
04:35	Yassarnal Qur'an
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Beacon of Truth
08:05	Faith Matters
09:10	Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah, on 23rd August 2008
10:15	Indonesian Service
11:15	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 25th February 2011
12:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:45	Story Time: Islamic stories for children
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:25	Faith Matters [R]
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth [R]
19:35	Real Talk
20:40	Food for Thought
21:10	Jalsa Salana Germany [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:25	Ashab-e-Ahmad

Monday 13th February 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:00	International Jama'at News
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th December 1995
02:45	Food for Thought
03:15	Friday Sermon: rec. on 10th February 2012
04:25	Ashab-e-Ahmad
04:55	Faith Matters
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	International Jama'at News
07:15	Hamara Aaqa
07:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 13th July 1997
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 25th November 2011
11:15	Life of Hadhrat Musleh Ma'ood (ra)
12:00	Tilawat
12:15	International Jama'at News
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon: rec. on 28th April 2006
15:15	Life of Hadhrat Musleh Ma'ood (ra) [R]
16:00	Dars-e-Hadith
16:20	Rah-e-Huda: rec. on 11th February 2012
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service: Sabeel-ul-Huda
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th December 1995
20:40	International Jama'at News
21:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:15	Life of Hadhrat Musleh Ma'ood (ra) [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Tuesday 14th February 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Hamara Aaqa
01:05	Insight: recent news in the field of science
01:20	Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th December 1995
02:25	Art Exhibition: held in Rabwah
03:05	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 13th July 1997
04:15	Hamara Aaqa [R]
04:55	Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor on 24th AUgust 2008
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight: recent news in the field of science
06:45	Toowoomba Flower Carnival 2007
07:15	Yassarnal Qur'an
08:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:50	Question and Answer Session: recorded on 29th January 1995. Part 2
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 18th February 2011
12:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:35	Dars-e-Malfoozat
12:45	Insight: recent news in the field of science.
13:00	Bengali Service
14:00	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor from London, on 5th October 2008
15:00	Yassarnal Qur'an
15:25	Guftugu
16:05	Toowoomba Flower Carnival 2007 [R]
16:35	Rah-e-Huda
18:10	MTA World News
18:30	Beacon of Truth
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 10th February 2012
20:35	Insight: recent news in the field of science
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
21:50	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:00	Real Talk

Wednesday 15th February 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th December 1995
02:30	Learning Arabic: lesson no. 13
03:00	Food for Thought
03:45	Question and Answer Session: recorded on 21st October 1995. Part 2
04:55	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor from London, on 5th October 2008
06:00	Tilawat
06:15	Pakistan in Perspective
07:00	Yassarnal Qur'an
07:20	Children's class with Huzoor
08:35	Question and Answer Session: recorded on 21st October 1995. Part 2
09:50	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: rec. on 12th May 2006
14:00	Bengali Service
15:05	Children's class [R]
16:30	Fiq'ahi Masa'il
17:15	Pakistan in Perspective [R]
18:00	MTA World News
18:20	Question and Answer Session [R]
19:30	Real Talk
20:35	Al-Tarteel [R]
21:05	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:40	Children's class [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Thursday 16th February 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Fiq'ahi Masa'il
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th December 1995
02:40	Pakistan in Perspective
03:15	Real Talk
04:30	Al-Tarteel
05:10	Friday Sermon: rec. on 12th May 2006
06:00	Tilawat
06:35	Beacon of Truth
07:50	Faith Matters
08:55	Humanity First: 2010 Pakistan floods
10:00	Indonesian Service
11:00	Pushto Service
11:50	Tilawat
12:05	Yassarnal Qur'an
12:35	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 10th February 2012
13:45	Tarjamatul Qur'an class: rec. 25th October 1995
14:55	Humanity First [R]
16:15	Rohaani Khazaa'in Quiz
16:40	Faith Matters
17:45	MTA World News
18:15	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 26th October 2008
19:25	Humanity First [R]
20:30	Faith Matters [R]
21:35	Beacon of Truth [R]
22:30	Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 03 February , 2012 | Issue No. 05

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔چند جھلکیاں

(ماہ نومبر 2011ء)

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

''زمانے کی قسم۔یقیناً انسان ایک بڑے گھاٹے میں ہے۔سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور حق پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کوحق کی نصیحت کی اور صبر پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کوصبر کی نصیحت کی۔'' (سورۃ العصر)

گھاٹا پانے والے انسانوں کے مقابل پر آج یقیناً احمدی ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سب انبیاء پر ایمان لاکر ایک امام کی قیادت میں زندگی کے تمام شعبوں میں اعمال صالحہ کی بجا آوری کے لئے کوشاں ہیں۔سب کو حق بات کی تبلیغ کرتے ہیں اور پھر جواباً اپنے اوپر ہونے والے مظالم پر صبر کررہے ہیں۔

ذیل میں نظارت امور عامہ پاکستان کی ماہ نومبر 2011ء کی Persecution Report سے ماخوذ احمدیت مخالف بعض واقعات پیش ہیں۔اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆......قاتلانہ حملہ

منظور کالونی، کراچی، 13 نومبر: مکرم سلیم احمد صاحب ابن مکرم محمد شعبان صاحب پر نماز کی ادائیگی کے بعد گھر واپس جاتے ہوئے پانچ گولیاں فائر کی گئیں۔ایک گولی نے آپ کو زخمی کردیا،فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا۔

آپ مقامی جماعت کے ایک سرگرم کارکن ہیں اور مسجد کی حفاظت وغیرہ کی ڈیوٹی نہایت محنت سے کرنے کے حوالے سے معروف ہیں۔

منظور کالونی میں ایک مدت سے احمدیوں کے خلاف ظلم وسفا کی کی مہم جاری ہے۔گزشتہ برسوں کے اندراس علاقہ میں کئی احمدیوں کوشہید کیا جاچکا ہے۔

☆......نوعمر طالب علم اور''توہین کے قانون'' کی سختیاں

خوشاب: پبلک ہائی سکول خوشاب کے سولہ سالہ طالب مکرم رانا سجیل احمد صاحب کو طالب علموں کے ایک گینگ نے مورخہ 23 نومبر کو بری طرح زدوکوب کیا اور اب اس احمدی طالب علم کو''توہین'' کے الزام میں مزید تکالیف میں گھسیٹا جارہا ہے۔

اس احمدی نوجوان پر بہیمانہ تشدد کرنے کے بعد اسے اپنے عقائد کی تبلیغ کرنے اور نبی کریم ﷺ کی ذات والا صفات میں گستاخی کے الزامات میں مطعون کیا جارہا ہے۔اوردوسری طرف سکول کی انتظامیہ نے ان خطرناک الزامات کو قبول کرنے میں ذرا برابر بھی تردّد سے کام نہ لیا کیونکہ اگلے ہی دن جب اس متأثر طالبعلم کے والد مکرم رانا حکیم جمیل صاحب نے سکول کے پرنسپل سے ملاقات کی تو پرنسپل نے مذکورہ بالا الزامات دہراتے ہوئے بچے کا نام سکول سے خارج کردیا۔

اس احمدی پر تشدد کرنے کے چوتھے روز پولیس تھانہ میں دو درخواستیں دی گئیں،پہلی تو مجلس ختم نبوت کے سرگرم ممبر وقاص احمد کی طرف سے تھی جس میں دھوکہ دہی اور بہتان تراشی کی حد کرتے ہوئے رانا سجیل کے 12 ساتھی طالب علموں کے دستخط درج کئے گئے تھے کہ احمدی طالب علم نے کہا ہے کہ''تمہارا نبی جھوٹا اور میرا نبی سچا ہے''اوردرخواست گزار نے پولیس سے استدعاء کی کہ احمدی نوجوان کے خلاف توہین کے قانون کی دفعہ 295-C کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔یہاں اس تلخ حقیقت کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آج پاکستان کے مولوی جھوٹ کی نجاست کے سہارے''دین کی خدمت''میں مصروف ہیں۔

پولیس کے پاس دوسری درخواست قاری سعید نے جمع کروائی جو مجلس ختم نبوت کا ضلعی صدر ہے۔اور لکھا کہ رانا حکیم جمیل کے سکول کے داخلہ فارم پر اپنے بیٹے کا مذہب اسلام لکھا تھا لہٰذا اس باپ کے خلاف احمدی کے لئے بنائے جانے والے قانون 298-C کے تحت کارروائی کی جائے۔

اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ داخلہ فارم پر مکرم رانا حکیم جمیل صاحب نے دستخط ہی نہیں کئے تھے،فارم پر تو رانا سجیل احمد کے بھائی رانا دانیال کے دستخط ہیں دراصل داخلہ کے وقت سکول انتظامیہ نے کہا تھا کہ اس رسمی کارروائی کے لئے تم اس فارم پر دستخط کردو اور خالی جگہ ادارہ خود بھرلے گا،کیونکہ پاکستان میں اکثر اوقات رسمی کاغذی کارروائی میں بہت زیادہ دلچسپی نہیں لی جاتی ہے۔

اس پریشان کن صورت حال سے نکلنے کے لئے ضلعی پولیس افسر سے رابطہ کیا گیا تو اس نے ساری بات سن کرکہا کہ''اگر ثبوت میسر ہیں تو فوری طور پر دفعہ 295-C اور 298-C کے تحت مقدمہ درج کیا جائے گا'' اور احمدیوں کو کہا کہ''دیوانے لوگ'' اسے قتل کردیں گے۔

پھر کیا تھا،وہی ہوا جو ہمیشہ ایک ظالم بھیڑیا اپنے کمزور شکار کے ساتھ کیا کرتا ہے۔سفاک مولویوں نے مساجد کے لاؤڈ سپیکر کھول لئے اور رانا سجیل احمد اور رانا حکیم جمیل کو ملزم سے مجرم بنا کر فیصلہ بھی صادر کردیا۔یعنی عوام کالانعام کے سامنے ان معصوم احمدیوں کو''گستاخ'' قرار دے کر''واجب القتل'' ہونے کا فتویٰ جاری کردیا۔یقیناً مجنونوں کے اس دیس میں اللہ تعالیٰ ہی ان معصوم احمدیوں کا محافظ ہے۔

☆......بہاولپور یونیورسٹی میں احمدی طالب علم کی مشکلات

بہاولپور، 24 نومبر: مکرم عبدالمؤید صاحب بہاولپور یونیورسٹی میں کمپیوٹر انجینئرنگ کے طالب علم ہیں۔حال ہی میں انہیں یونیورسٹی میں شدید زدوکوب کیا گیا،تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

''انجمن طلبہ اسلام'' نے مکرم عبدالمؤید صاحب کی کلاس میں اپنا ایک ناظم مقرر کیا۔اس ناظم نے مؤید صاحب سے بھی رابطہ کیا اور کسی وقت مل بیٹھنے کا کہا۔مؤید صاحب نے اس ناظم سے ملاقات کی وجہ دریافت کی تو ناظم نے جواب دیا کہ ہوسٹل میں تبدیلی کے موضوع پر بات کرنی ہے۔مگر یہ ملاقات نہ ہوسکی۔

چند دن بعد یعنی 14 نومبر کو کچھ نوجوانوں نے مکرم مؤید صاحب سے ملاقات کی اور تلخ انداز میں گفتگو کی جس پر ایک جھگڑا ہوا اور فریقین گھتم گھتا ہوگئے۔مخالفین کے اس حملہ میں مکرم مؤید صاحب کا دایاں کندھا اتر گیا، آپ کو ہسپتال لے جایا گیا، ایکسرے اور علاج معالجہ کے بعد صحت یابی کے لئے آپ کو ملتان میں ایک رشتہ دار کے گھر بھیج دیا گیا،آپ 17 نومبر کو ہونے والے ایک امتحان میں بھی شامل نہ ہوسکے۔

اس احمدی نوجوان کی صحت اور زخم تو بہتری کی طرف مائل ہیں مگر اپنی یونیورسٹی واپس لوٹ کر معمول کی تعلیم جاری رکھنے پر شکوک وشبہات کے گھنے بادل چھائے ہوئے ہیں۔

☆......احمدی طالبہ علم کو ہراساں کرنے کا واقعہ

لاہور،22 نومبر: مکرمہ رابعہ صاحبہ''کام سیٹ لاہور'' میں طالبہ ہیں۔ایک دن آپ نے کالج کے احاطہ میں کسی شریر کی طرف سے آویزاں ایک تکلیف دہ،احمدیت مخالف پوسٹر دیکھا اور اسے پھاڑ دیا۔جس پر مخالف طلباء نے انگیخت ہوکر جھگڑا کھڑا کردیا،کالج انتظامیہ نے احمدی طالبہ کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔جبکہ مشتعل ہجوم کا مسلسل یہ مطالبہ تھا کہ''مجرم''ان کے حوالہ کیا جائے،مگر انتظامیہ اپنے فیصلہ پر قائم رہی۔

تیزی سے تشویشناک شکل اختیار کرتی ہوئی اس شرارت اور فساد کے پیش نظر مکرمہ رابعہ صاحبہ اور دیگر دو احمدی طالبات کو ان کے رشتہ دار رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر ہوسٹل سے اپنے ساتھ لے آئے۔نیز جماعت کی طرف سے تمام احمدی طالبات کو''کام سیٹ'' کالج سے غیر حاضر رہنے کی ہدایت کی گئی۔

مخالفین مسلسل بضد ہیں کہ مکرمہ رابعہ صاحبہ کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے مگر کالج انتظامیہ تاحال کوئی بھی دباؤ قبول نہیں کررہی ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ انتظامیہ کب تک ان مذہبی جنونیوں اور خدائی فوجداروں کے سامنے اپنے موقف پر قائم رہ پاتی ہے؟

☆...... احمدیہ مسجد کی تزئین وتوسیع میں مشکلات

چک نمبر 109 نرائیں گڑھ، فیصل آباد: مقامی احمدیہ جماعت نے اپنی مسجد کی توسیع کا پروگرام بنا کر کام شروع کیا ہی تھا کہ 10 نومبر کو جڑانوالہ پولیس تھانے سے ایس ایچ او اس گاؤں میں آیا اور احمدیوں کو دکھایا کہ مسجد کی اس توسیع کے خلاف یہ درخواست موصول ہوئی ہے لہذا احمدی ڈی سی او سے''این او سی'' حاصل کرکے ہی اپنی مسجد میں کوئی بھی تعمیراتی کام جاری رکھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔تمام قارئین کے لئے درج ہے کہ پاکستان کے کسی بھی گاؤں میں کسی بھی عبادت گاہ کی توسیع کے لئے کوئی بھی''این او سی'' درکار نہیں ہوتا ہے۔یہ''اضافی''سلوک محض احمدیوں کے لئے خاص ہے۔

اسی رات گاؤں کے گھروں میں ایک احمدیت مخالف زہریلا پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔پھر اگلے ہفتے متعلقہ تھانہ سے ہیڈ کانسٹیبل احمدیوں کے پاس آیا اور دکھایا کہ ہمارے تھانہ میں مندرجہ ذیل دو امور کے متعلق 80 افراد کی دستخط شدہ شکائیت جمع ہوئی ہے۔

اول: گاؤں میں قائم احمدیوں کے سکول میں احمدیت کی تبلیغ کی جاتی ہے اور سکول انتظامیہ کے دفتر میں بزرگان احمدیت کی تصاویر آویزاں ہیں۔

دوم: مسجد کی توسیع ہورہی ہے۔

اول الذکر تو محض الزام برائے الزام ہے کیونکہ سکول کے کسی بھی دفتر میں ایسی تصاویر موجود ہی نہ تھیں۔ہاں سکول والوں کے گھر کے رہائشی حصہ میں ایسی تصاویر موجود ہیں جن کی کسی حاسد دشمن نے فوٹو کھینچ لی تا بوقت ضرورت''حمایتِ دین'' کے لئے دھوکہ دینا آسان ہوجائے۔

اگلی صبح گاؤں میں یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ احمدیہ مسجد کو منہدم کرنے ڈی سی او اور تحصیلدار خود آرہے ہیں۔جبکہ صرف ایک پٹواری اس بابت تحقیق کی غرض سے آیا جس نے فریقین کو بلاکران کے بیانات حاصل کئے۔ اس معاملہ کی تحقیقات پر تو یقیناً ایک لمبا وقت خرچ ہوگا لیکن انتظامیہ نے توسیع کا کام ضرور رکوادیا ہے۔ قائداعظم کے پاکستان میں احمدیوں کو حق عبادت کے لئے میسر''آزادیوں'' کی یہ محض ایک مثال ہے۔

(باقی آئندہ)